قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضو فرض ہوتا ہے

نبہ القوم ان الوضوء من اىّ نوم

۱۳۲۵ھ

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ

نَبَہُ القوم انّ الوضوء من ایِّ نوم

۱۳۲۵ھ

(قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضوء فرض ہوتا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۱ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کس طرح کے سونے سے وضو جاتا ہے، اس میں قولِ منقح کیا ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ت)۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا تأخذہ سنۃ ولا نوم وافضل الصلوۃ والسلام بعدد اٰنات کل یوم علی من لاینام قلبہ فما کان وضوءہ لینتقض

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس پر نیند طاری نہیں ہوتی۔ اور افضل درود وسلام ہر روز آنات کی تعداد کے مطابق اس ذات پر جس کا دل نہیں سوتا اور جس کا وضو نیند سے

بالنوم وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین نبّھوا فنبّھوا من نوم الغفلۃ غفلۃ القوم۔

نہیں ٹوٹتا۔ اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر جو خود بیدار ہوئے اور قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ (ت)

امام المدققین سیدی علاء الدین دمشقی حصکفی وعلامہ جلیل ابو الاخلاص حسن شرنبلالی ومحقق بالغ النظر سیدی ابرٰہیم حلبی و دیگر اکابر اعلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے درمختار و نور الایضاح وغنیہ وصغیری وغیرہا میں بعد احاطۂ اقوال جو اس باب میں قول منقح فہیم مستفید من القی السمع وھو شھید کے لئے افادہ فرمایا اس کا حاصل وعطر محاصل یہ ہے کہ نیند ؎۱ دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے:

اوّل یہ کہ دونوں سرین اُس وقت خوب جمے نہ ہوں۔

دوسرے یہ کہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔

جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائے گا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں مثلاً:

(۱) ؎۲ دونوں سرین زمین پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہُوئے کرسی کی نشست اور ریل کی تپائی بھی اسی میں داخل ہے۔

اقول ؎۳ مگر یورپین ساخت کی کرسی جس کے وسط میں ایک بڑا سوراخ اسی مہمل غرض سے رکھا جاتا ہے اس سے مستثنٰی ہے اُس کی نشست مانع حدث نہیں ہوسکتی۔

(۲) دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ ساقوں پر محیط ہیں جسے عربی میں احتبا کہتے ہیں خواہ ہاتھ زمین وغیرہ پر ہوں اگرچہ سر گھٹنوں پر رکھا ہو۔

(۳) دوزانو سیدھا بیٹھا ہو۔

(۴) چار زانو پالتی مارے۔

یہ صورتیں خواہ زمین پر ہوں یا تخت یا چارپائی پر یا کشتی یا شقدف یا شبری یا گاڑی کے کھٹولے میں۔

؎۱: مسئلہ نیند دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے اُن میں ایک بھی کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔

؎۲: مسئلہ سونے کی دس صورتیں جن سے وضو نہیں جاتا۔

؎۳: مسئلہ کرسی مونڈھے پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا، سوگیا، وضو نہ گیا۔ مگر یورپین ساخت کی کرسی جس کی وسط نشست گاہ میں ایک بڑا سوراخ رکھتے ہیں اس پر سونے سے جاتا رہے گا۔

(۵) گھوڑے یا خچر وغیرہ پر زین رکھ کر سوار ہے۔ [ف۱]

(۶ و ۷) ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا یا راستہ ہموار ہے۔ [ف۲]

ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں دونوں سرین جمے رہیں گے لہذا وضو نہ جائے گا اگرچہ کتنا ہی غافل ہو جائے، اگرچہ سر بھی قدرے جھک گیا ہو نہ اتنا کہ سرین نہ جمے رہیں اگرچہ [ف۳] دیوار وغیرہ کسی چیز پر ایسا تکیہ لگائے ہو کہ وہ شے ہٹالی جائے تو یہ گر پڑے۔ یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اصل مذہب ظاہر الروایۃ ومفتٰی بہ وصحیح ومعتمد ہے اگرچہ ہدایہ وشرح وقایہ میں حالت تکیہ کو ناقض وضو لکھا۔

(۸) کھڑے [ف۴] کھڑے سوگیا۔

(۹) رکوع کی صورت پر۔

(۱۰) سجدہ مسنونہ مرداں کی شکل پر کہ پیٹ رانوں اور رانیں ساقوں اور کلائیاں زمین سے جدا ہوں اگرچہ یہ قیام وہیأت رکوع وسجود غیر نماز میں ہو اگرچہ سجدہ کی اصلاً نیت بھی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں صورتیں غافل ہو کر سونے کی مانع ہیں تو ان میں بھی وضو نہ جائے گا۔

(۱۱) اکڑوں [ف۵] بیٹھے سویا۔

(۱۲ و ۱۳ و ۱۴) چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر۔

(۱۵) ایک کہنی پر تکیہ لگا کر۔

(۱۶) بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اُٹھے ہوئے ہیں۔

ف۱: مسئلہ گھوڑے پر زین ہے اس کی سواری میں سوگیا وضو نہ جائے گا اگرچہ ڈھال میں اترتا ہو۔

ف۲: مسئلہ ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور سوگیا تو اگر راستہ ہموار یا چڑھائی ہے وضو نہ جا
اُتار ہے تو جاتا رہے گا۔

ف۳: مسئلہ اگر دیوار وغیرہ سے تکیہ لگائے ہے اور اتنا غافل سوگیا کہ وہ شے ہٹالی جائے تو گر پڑیگا فتوٰی اس پر ہے کہ یُوں بھی وضو نہ جائے گا جب کہ دونوں سرین خوب جمے ہوں۔

ف۴: مسئلہ قیام قعود رکوع سجود نماز کی کیسی ہی حالت پر سو جائے اگرچہ غیر نماز میں اُس ہیأت پر ہو وضو نہ جائے گا مگر قعود میں وہی شرط ہے کہ دونوں سرین جمے ہوں اور سجود کی شکل وہ ہو جو مردوں کے لئے سنت ہے کہ بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے الگ۔

ف۵: مسئلہ سونے کی دس صورتیں ہیں جن سے وضو جاتا رہتا ہے۔

(۱۷) ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اتر رہا ہے **اقول** فقیر[ف۱] گمان کرتا ہے کہ کاٹھی بھی ننگی پیٹھ کے مثل ہے اور وہ یورپین وضع کی کاٹھیاں جن کے وسط میں اسی لئے خلا رکھتے ہیں مانعِ حدث نہیں ہوسکتیں اگرچہ راہ ہموار ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱۸) دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا ہے کہ دونوں سرین جمے نہ رہے ہوں۔

(۱۹) اسی طرح اگر چارزانو ہے اور سر رانوں یا ساقوں پر ہے۔

(۲۰) سجدہ[ف۲] غیر مسنونہ کی طور پر جس طرح عورتیں گٹھری بن کر سجدہ کرتی ہیں اگرچہ خود نماز یا اور کسی سجدہ مشروعہ یعنی سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر میں ہو ان دس[ع] صورتوں میں دونوں شرطیں جمع ہونے کے سبب وضو جاتا رہے گا اور جب اصل مناط بتا دیا گیا تو زیادہ تفصیلِ صور کی حاجت نہیں ان دونوں شرطوں کو غور کرلیں جہاں مجتمع ہیں وضو نہ رہے گا ورنہ ہے البتہ فتاوٰی امام قاضی خاں میں فرمایا کہ تنور[ف۳] کے کنارے اس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سونے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے کہ اس کی گرمی سے مفاصل ڈھیلے ہوجاتے ہیں[۱]۔

ف۱: مسئلہ ظاہراً کاٹھی کا حکم بھی ننگی پیٹھ کی طرح ہے اور یورپین ساخت کی کاٹھی جس کے بیچ میں سوراخ ہوتا ہے اس پر سونے سے مطلقاً وضو جاتا رہے گا۔

ف۲: مسئلہ نماز کے سجدے میں بھی اگر اس وضع پر سویا کہ کلائیاں زمین پر بچھی ہیں پیٹ رانوں سے لگا ہے پنڈلیاں زمین سے ملی ہیں جیسے عورتوں کا سجدہ ہوتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اسے یوں بھی تعبیر کرسکتے ہیں کہ عورت سجدے میں سوئے تو وضو ساقط اور مرد سوئے تو باقی۔

ف۳: مسئلہ گرم تنور کے کنارے اس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سوگیا تو مناسب ہے کہ وضو کرلے۔

ع: یہ بیس صورتیں کلماتِ علماء میں منصوص ہیں جو باقی صورت اور کوئی پائی جائے اس کے لئے ضابطہ بنا دیا گیا ہے اگر اس کا حکم کتابوں میں نہ ملے تو اس ضابطہ سے نکال لیں یا اختلاف پائیں تو جو قول اس ضابطہ کے مطابق ہو اس پر عمل کریں کما سیأتی التصریح بہ عن الغنیۃ ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ اس کی تصریح بحوالہ غنیہ آگے آرہی ہے۔ ت) ۱۲ منہ۔

---

[۱] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

اقول مگر یہ اُس ضابطۂ منقحہ کے خلاف ہے کہ سرین دونوں جمے ہیں لیکن یہ صورت بہت نادرہ ہے تو احتیاطاً عمل کرلینے میں حرج نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔ اور صورت بستم میں اگرچہ خاص دربارہ سجدۂ نماز یا سجدۂ مشروعہ مطلقاً نزاع طویل وہجوم اقاویل ہے مگر تحقیق احق یہی ہے کہ جملہ صور مذکورہ بستگانہ میں نماز وغیر نماز سب کا حکم یکساں ہے نماز میں بھی سونے سے وضو جانے کے لئے دونوں سرین کا جما ہونا یا ہیأت کا مانع استغراق نوم ہونا ضرور ہے، ولہذا یہی اکابر تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں لیٹ کر سویا وضو نہ رہے گا عام ازینکہ چت ہو یا پٹ یا کروٹ پر یا ایک کہنی پر تکیہ دیے، عام ازیں کہ قصداً لیٹا ہو یا سوتے میں لیٹ گیا اور فوراً فوراً جاگ مذ اتھا حتی کہ اگر کوئی شخص بیماری کے سبب بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اُسے بھی اگر لیٹے لیٹے پڑھنے میں نیند آگئی وضو جاتا رہے گا۔ غرض پہلی دس صورتیں جن میں وضو نہیں جاتا اگر نماز میں واقع ہوں جب بھی نہ جائے گا نہ نماز فاسد ہو اگرچہ قصداً سوئے، ہاں جو رکن بالکل سوتے میں ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا اس کا اعادہ ضرور ہے اگرچہ بلا قصد سو جائے، اور جو جاگتے میں شروع کیا اور اس رکن میں نیند آگئی اس کا جاگتے کا حصہ معتبر رہے گا اور پچھلی دس صورتیں جن میں وضو جاتا رہتا ہے اگر نماز میں واقع ہوں جب بھی جاتا رہے گا، پھر اگر ان صورتوں پر قصداً سویا تو نماز بھی گئی وضو کرکے سرے سے نیت باندھے اور بلا قصد سویا تو وضو نہ گیا نماز باقی ہے، بعد وضو پھر اُسی جگہ سے پڑھ سکتا ہے جہاں نیند آگئی تھی، نیز سب صورتوں میں سونے کی تخصیص اس لئے ہے کہ اونگھ ناقض وضو نہیں جب کہ ایسا ہوشیار رہے کہ پاس لوگ جو باتیں کرتے ہوں اکثر پر مطلع ہو اگرچہ بعض سے غفلت بھی ہو جاتی ہو یونہی اگر بیٹھے بیٹھے جھوم رہا ہے

ف۱: مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ نیند کی تمام صورتوں میں نماز وغیر نماز سب کا حکم یکساں ہے۔

ف۲: مسئلہ بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آگئی وضو نہ رہا۔

ف۳: مسئلہ نماز میں سونے کا کلیہ یہ ہے کہ اگر اُن دس صورتوں پر سویا جن میں وضو نہیں جاتا تو نہ وضو جائے نہ نماز فاسد ہو، ہاں جو رکن بالکل سوتے میں ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا اس کا اعادہ ضرور ہے اور جو جاگتے میں شروع کیا اور اس رکن میں نیند آگئی اُس کا جاگتے کا حصہ معتبر رہے گا اگر وہ بقدر ادائے رکن تھا کافی ہے ان احکام میں قصداً سونا اور بلا قصد سو جانا سب برابر ہے، اور اگر اُن دس صورتوں پر سویا جن میں وضو جاتا رہتا ہے تو وضو تو گیا ہی پھر اگر قصداً سویا تو نماز بھی فاسد ہوگئی ورنہ وضو کرکے جہاں سویا وہاں سے باقی نماز ادا کرسکتا ہے۔

ف۴: مسئلہ اونگھنے سے وضو نہیں جاتا جب کہ ہوشیاری کا حصہ غالب ہو۔

ف۵: مسئلہ بیٹھے بیٹھے نیند کے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ کبھی ایک سرین اُٹھ جاتا ہو۔

وضو نہ جائے گا اگرچہ جھومنے میں کبھی کبھی ایک سرین اُٹھ بھی جاتا ہو بلکہ اگرچہ جھوم[ف۱] کر گر پڑے جبکہ فوراً ہی آنکھ کھل جائے، ہاں اگر گرنے کے ایک ہی لمحہ بعد آنکھ کھلی تو وضو نہ رہے گا۔

اقول یہ قید ان سب صورتوں میں ہے جن میں وضو جانا بیان ہوا کہ انھیں صورتوں پر سونا پایا جائے اور اگر سویا[ف۲] اُس شکل پر جس میں وضو نہ جاتا اور جسم بھاری ہو کر یہ شکل پیدا ہوئی جس سے جاتا رہتا مگر پیدا ہوتے ہی فوراً بلا وقفہ جاگ اُٹھا وضو نہ جائے گا جیسے سجدۂ مسنونہ میں سویا اور کلائیاں زمین سے لگتے ہی آنکھ کھل گئی، اور یہ بھی[ف۳] یاد رہے کہ آدمی جب کسی کام مثلاً نماز وغیرہ کے انتظار میں جاگتا ہو دل اُس طرف متوجہ ہے اور سونے کا قصد نہیں نیند جو آتی ہے اُسے دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ غافل ہو گیا جو باتیں اُس وقت ہوئیں اُن کی خبر نہیں بلکہ دو دو تین تین آوازوں میں آنکھ کھلی اور وہ اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نہ سویا تھا اس لئے کہ اُس کے ذہن میں وہی مدافعت خواب کا خیال جما ہوا ہے یہاں تک کہ لوگ اُس سے کہتے ہیں تُو سو گیا تھا، وہ کہتا ہے ہرگز نہیں، ایسے خیال کا اعتبار نہیں جب معتمد شخص کہے کہ تُو غافل تھا، پکارا، جواب نہ دیا، یا باتیں پوچھی جائیں اور یہ نہ بتا سکے تو وضو لازم ہے۔

فی الحلیۃ النوم ان کان فی الصلوۃ فلیس بحدث الا ان یکون مضطجعا وقال قاضی خان او متکئا ثم[ف۴] فی بعض شروح القدوری الاتکاء عام والاستناد خاص وھو اتکاء الظھر لاغیر قلت

حلیہ میں ہے نیند بحالتِ نماز حدث نہیں ہے، ہاں اگر کروٹ لیٹ کر ہو تو حدث ہے۔ اور قاضی خان نے اس میں ٹیک لگا کر سونے کو بھی شامل کیا ہے پھر قدوری کی بعض شروح میں ہے کہ اتکاء عام ہے اور استناد خاص ہے کیونکہ استناد میں صرف پیٹھ لگانا ہی ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قاضی خان

ف۱: مسئلہ جھوم کر گر پڑا اگر معاً آنکھ کھل گئی وضو نہ گیا۔

ف۲: مسئلہ اُن دسوں صورتوں میں جن سے وضو جاتا ہے یہی قید ہے کہ انھیں صورتوں پر سونا پایا جائے ورنہ اگر سویا اُس صورت پر کہ وضو نہ جاتا اور نیند میں اس شکل پر آگیا جس میں جاتا ہے مگر معاً شکل پیدا ہوتے ہی بلا وقفہ جاگ اُٹھا وضو نہ جائے گا۔

ف۳: مسئلہ ضروریہ آدمی بیٹھے بیٹھے کبھی غافل ہو جاتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ نہ سویا تھا اس کا ضروری بیان۔

ف۴: فرق الاتکاء والاستناد۔

لکن الظاھر ان مراد القاضی النوم علی احد ورکیہ فی الصلوٰۃ فان مقعدہ یکون متجافیا عن الارض فکان فی معنی النوم مضطجعا فی کونہ سببا لوجود الحدث بواسطۃ استرخاء المفاصل وزوال المسکۃ ولا یخالف ھذا ما فی الخلاصۃ من عدم النقض بالنوم متورکا لانہ مفسر فیھا بان (ف۱) یبسط قدمیہ من جانب ویلصق الیتیہ بالارض وھذا یخالف تفسیر صاحب البدائع وصاحب الاسرار فانہ قال فی تعلیل النقض انھا جلسۃ تکشف عن مخرج الحدث الا انہ وضع المسألۃ خارج الصلوٰۃ والتعلیل یفید انہ وضع اتفاقی قال شیخنا فھذا الاشتراک فی لفظ المتورک[1] اھ۔

اقول وکذا افاد فی البحر تبعا للفتح وللذھول (ف۲) عن ھذا وقع فی المستخلص شرح الکنز ان نقل تحت

کی مراد دونوں سرینوں میں سے ایک سرین کے بل نماز میں سونا ہے کیونکہ ایسی صورت میں اس کی مقعد زمین سے الگ ہوگی اور کروٹ لیٹ کر سونے کی طرح ہوجائے گا یعنی جوڑوں کے ڈھیلا ہونے اور بندش کے ختم ہوجانے کے اعتبار سے یہ حدث کا سبب بن جائے گا، یہ عبارت خلاصہ کی اس عبارت کے مخالف نہیں جس میں تورک کی حالت میں سونے کو ناقض وضو قرار نہیں دیا ہے، کیونکہ خلاصہ میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ نمازی اپنے دونوں پیر ایک طرف کو پھیلائے اور اپنے سرین زمین پر رکھے، اور یہ بدائع اور صاحب اسرار کی تفسیر کے مخالف ہے، کیونکہ انھوں نے وضو ٹوٹ جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسی نشست ہے جو حدث کے مخرج کو کھول دیتی ہے مگر انھوں نے یہ مسئلہ بیرون نماز فرض کیا ہے، لیکن یہ علت بتاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ دونوں صورتوں کو عام ہے، ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ "تورک" کے لفظ میں مشترک ہے اھ۔

اقول فتح کی پیروی میں بحر نے بھی یہی لکھا ہے اور چونکہ یہ بحث ذہن سے اتر گئی اس لئے کنز کی شرح مستخلص میں "نوم متورك" کے تحت نقل کیا کہ

ف۱: للمتورك معنیان۔

ف۲: تطفل علی المستخلص

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

قول الکنز ونوم مضطجع ومتورك تفسير التورك ان يخرج رجليه من الجانب الايمن ويلصق اليتيه على الارض كذا في المستصفى[1] اھ ولم يلق بالاٰن ھذا التفسير تورك الشافعية في الصلوٰۃ وليس من نواقض الوضوء قطعا، ثم قال في الحلية ويلحق بالنوم مضطجعا النوم مستلقيا على قفاہ او منبطحا على وجهه فان في كل استرخاء المفاصل و زوال المسكة على الکمال کالاضطجاع ثم لاخلاف عندنا في عدم النقض للوضوء اذا كان في الصلوٰۃ في غير ھذہ الحالات التي ذكرناھا اذا لم يكن متعمدا فان تعمد ففي الخانية ان تعمد النوم في سجودہ تنتقض طہارته في قولهم اھ، قال شيخنا کانه مبني على قيام المسكة في الركوع دون السجود ومقتضى النظر ان يفصل في ذٰلك السجود ان كان متجافيا لايفسد والا يفسد اھ مافي الحلية[2]۔

تورک کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دونوں پیروں کو دائیں جانب سے نکالے اور اپنے دونوں سرین زمین پر لگائے، جیسا کہ المستصفی میں ہے اھ۔ یہ خیال نہ کیا کہ یہ اس تورک کی تفسیر ہے جو شافعیہ کے نزدیک نماز میں ہوتا ہے اور ناقض وضو ہے قطعی نہیں ہے ــــ پھر حلیہ میں کہا کہ مضطجعا سونے کے حکم میں گدی کے بل سونا یا چہرے کے بل سونا بھی ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں اور چستی ختم ہوجاتی ہے، جیسے چت لیٹ کر سونے میں ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر مذکورہ حالات کے علاوہ نماز میں ہو تو ناقض وضو نہیں اور اس میں اتفاق ہے صرف ایک شرط ہے کہ قصد اور ارادہ نہ ہو ــــ خانیہ میں ہے کہ اگر کوئی ارادتاً سجدہ میں سوگیا تو ان کے قول کے مطابق اس کی طہارت ختم ہوجائے گی اھ ــــ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہی ہے کہ حالتِ رکوع میں چستی برقرار رہتی ہے جبکہ سجود میں نہیں۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو سجدہ میں یہ تفصیل کرنی چاہئے کہ اگر وہ زمین سے الگ ہے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے۔ حلیہ کا بیان ختم ہوا۔

اقول عبارۃ الخانية[ف] لونام

اقول خانیہ کی عبارت اگر بحالتِ سجدہ

ف: تطفل على الحلية۔

---

[1] مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب فی بیان احکام الطہارۃ مطبع کانشی رام پرنٹنگ پریس لاہور ۱/۴۰

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ساجدا فی الصلٰوۃ لایکون حدثا فی ظاھر الروایۃ فان تعمد النوم فی سجودہ تنتقض طھارتہ وتفسد صلٰوتہ ولو تعمد النوم فی قیامہ او رکوعہ لاتنتقض طھارتہ فی قولہم[1] اھ فقولہ فی قولہم راجع الی مسألۃ القیام والرکوع دون السجود کما اقتضاہ اختصار الحلیۃ علی ما فی نسختی کیف وعدم النقض ولو تعمد فی الصلٰوۃ ھو المعتمد وھو المذھب قال فی الھندیۃ ثم فی ظاھر الروایۃ لافرق بین غلبتہ وتعمدہ وعن ابی یوسف النقض فی الثانی والصحیح ماذکر فی ظاھر الروایۃ ھکذا فی المحیط[2] اھ فکیف یجوز ان یکون قولھم وسیأتی عن نص الحلیۃ نفسہ۔

نماز میں سوگیا تو ظاہر روایت میں حدث نہ ہوگا کیونکہ قصداً سجدہ میں سوجانا طہارت کو بھی ختم کردیتا ہے اور نماز کو بھی، جبکہ قصداً رکوع یا قیام میں سونا ہمارے ائمہ کے قول میں طہارت کو نہیں توڑتا ہے اھ —

اب اس عبارت میں "فی قولھم" قیام و رکوع کے مسئلہ کی طرف راجع ہے نہ کہ سجود کی طرف، جیسا کہ حلیہ کے اختصار میں میرے نسخہ کے مطابق ہے اور یہی درست ہے کہ قصداً بھی نماز کے اندر اگر ایسا کرے تو نہ ٹوٹے گا، یہی معتمد ہے اور مذہب ہے —
ہندیہ میں کہا کہ نیند کے غلبہ یا قصداً سونے کے درمیان ظاہر الروایۃ کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے، اور ابو یوسف سے وضو ٹوٹنے کی روایت ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایۃ میں ہے ھکذا فی المحیط اھ۔ اب یہ کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ یہ ائمہ کا قول ہو، اور آگے اس کا بیان خود حلیہ کی عبارت سے آرہا ہے۔

ثم اقول لم یتعرض الامام قاضی خان ھھنا عن حکم الصلٰوۃ اذا تعمد النوم فی القیام او الرکوع وعبارتہ فی مفسدات الصلٰوۃ ومن ثم نقل فی الفتح ھکذا "اذا نام المصلی مضطجعا متعمدا فسدت صلٰوتہ ولو لم یتعمد فمال نفسہ حتی اضطجع تنتقض طھارتہ ولا تفسد صلٰوتہ

ثم اقول اس مقام پر قاضی خان نے قیام و رکوع کی حالت میں قصداً سونے کی صورت میں نماز کا حکم نہ بتایا، مفسدات نماز میں ان کی عبارت یہ ہے وہیں سے فتح القدیر میں نقل کیا ہے "جبکہ نمازی کروٹ قصداً سوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اور اگر قصداً نہیں ہے اور اتنا جھکا کہ لیٹنے کی حد کو پہنچ گیا تو طہارت ٹوٹ جائے گی مگر نماز نہیں ٹوٹے گی"

[1] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰
[2] الفتاوی الہندیۃ " الباب الاول الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۲

ولو نام فی رکوعه او سجوده ان لم یتعمد ذٰلك لا تفسد صلوٰته وان تعمد فسدت فی السجود ولا تفسد فی الرکوع اھ۱؎ فانما محط کلامه علی ان النوم ان کان ناقض الطهارة کما فی الاضطجاع کان تعمده مفسد الصلوٰة لان تعمد الحدث یمنع البناء والا کالنوم قائما وراکعا ولهذا لما حکم علی نوم الساجد العامد بافساد الصلوٰة افاد فی الفتح ما افاد فلیحفظ فان له شانا ان شاء الله تعالٰی۔

ثم قال فی الحلیة وذکر فی التحفة والبدائع ان النوم فی غیر حالة الاضطجاع والتورك فی الصلوٰة لا یکون حدثا سواء غلبه النوم او تعمد فی ظاهر الروایة انتهی والعلة المعقولة فی کون النوم ناقضا استرخاء المفاصل وزوال المسکة وهذا لم یوجد فی هذه المذکورة والا سقط، هذا کله فی الصلوٰة وان کان خارج الصلوٰة مضطجعا او متکئا بمعنی ان یکون معتمدا

اور اگر رکوع وسجود میں سوگیا تو اگر قصداً نہیں ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر قصداً ہے تو سجود میں فاسد ہے رکوع میں نہیں اھ — سوان کے تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نیند اگر ناقضِ طہارت ہو جیسے کہ کروٹ لیٹنے کی صورت میں ہے تو قصداً ایسی نیند مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ اس لئے کہ کسی حدث کا قصداً ارتکاب نماز کی بناء کے منافی ہے اگر نیند ناقضِ طہارت نہ ہو جیسے رکوع یا قیام میں تو مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔ اس لئے جب سجدہ میں قصداً سوجانے کی بابت فسادِ نماز کا حکم کیا تو فتح میں وہ افادہ کیا جو اس میں موجود ہے تو اس کو محفوظ کرنا چاہیے کہ اس کے لئے ایک انوکھی شان ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔

پھر حلیہ میں فرمایا کہ تحفہ اور بدائع میں ذکر کیا کہ نماز میں کروٹ لیٹنے کی صورت کے علاوہ سوجانا یا سرین پر بیٹھنے کی صورت کے علاوہ سوجانا حدث نہیں ہے خواہ اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا ہو یا قصداً ایسا کیا ہو، ظاہر روایت میں یہی ہے اھ اور عقلی علت نیند کے ناقض ہونے میں جوڑوں کا ڈھیلا پڑجانا اور چستی وبندش کا ختم ہوجانا ہے، اور یہ چیز مذکورہ صورت میں نہیں پائی گئی ورنہ وہ شخص گرجاتا — یہ سب صورتیں حالتِ نماز کی تھیں۔ اور اگر نماز کے باہر کروٹ لیٹا یا ٹیک لگائی بایں معنی کہ کسی کہنی پر ٹیک لگائے ہو جیسا کہ

۱؎ فتاویٰ قاضیخاں کتاب الصلوٰۃ فصل فیما یفسد الصلوٰۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۶۴

32 على احد مرفقيه كما هو معنى التورك في التحفة والبدائع ومحيط رضي الدين نقض بلاخلاف[1] اھ ملتقطا۔

تورک کے یہی معنی تحفہ، بدائع اور محیط رضی الدین میں ہیں، تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا اھ ملتقطا۔

وفي رد المحتار نام المريض وهو يصلي مضطجعا الصحيح النقض كما في الفتح وغيره وزاد في السراج وبه ناخذ[2] اھ ملتقطا۔

اور ردالمحتار میں ہے کہ مریض چت لیٹ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ سوگیا تو صحیح یہ ہے کہ وضو ٹوٹ گیا' جیسا کہ فتح وغیرہ میں ہے، اور سراج میں اتنا اضافہ ہے کہ "ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں" اھ۔

وفي الخانية ظاهر المذهب ان النوم في الصلوة لايكون حدثا الا ان يكون مضطجعا او متكئا والاضطجاع على نوعين ان غلبت عيناه فنام ثم اضطجع حال في حال نومه فهو بمنزلة مالو سبقه الحدث يتوضأ ويبني وان تعمد النوم في الصلوة مضطجعا فانه يتوضأ ويستقبل ومن عجز فصلى مضطجعا فنام ينقض[3] اھ۔

اور خانیہ میں ہے کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ نماز کی حالت میں نیند صرف اضطجاع یا اتکاء کی صورت میں ناقض وضو ہے اور اضطجاع کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو سوگیا پھر سونے کی حالت ہی میں لیٹ گیا تو اس کا حکم اس حدث کا سا ہے جو بے اختیار ہوگیا۔ ایسی صورت میں وضو کرکے نماز کی بناء کرے گا۔ اور اگر قصدًا نماز میں لیٹ کر سوگیا تو وضو کرے گا اور ازسرنو نماز ادا کرے گا۔ اور اگر کسی معذوری کے باعث نماز لیٹ کر پڑھ رہا تھا کہ سوگیا تو وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

وفي متن نور الايضاح و شرحه مراقي الفلاح في فصل مالاينقض الوضوء (و) منها (نوم مصل ولوراكعا اوساجدا) اذاكان (على جهة السنة)

اور نورالایضاح کے متن اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں فصل مالاینقض الوضوء میں ہے: "اور نواقض وضو میں نہیں ہے نمازی کا رکوع یا سجود میں سوجانا بشرطیکہ مسنون طریقہ کے مطابق

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶

[3] فتاوٰی قاضی خاں " فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

فی ظاھر المذھب[1] اھ۔

وفی منحۃ الخالق عن النھر الفائق عن عقد الفرائد انما لایفسد الوضوء بنوم الساجد فی الصلٰوۃ اذا کان علی الھیأۃ المسنونۃ قید بہ فی المحیط وھو الصحیح[2] اھ۔

وقال المحقق الکبیر فی شرح المنیۃ الصغیر والمعتمد انہ ان نام علی الھیأۃ المسنونۃ فی السجود رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا مرفقیہ عن جنبیہ لایکون حدثا والا فھو حدث لوجود نھایۃ استرخاء المفاصل سواء کان فی الصلٰوۃ اوخارجھا وتمام تحقیقہ فی الشرح[3] اھ۔

وفی التنویر والدر نام او قرأ او رکع او سجد او قعد الاخیر نائما لایعتد بہ بل یعیدہ ولو القراءۃ او القعدۃ علی الاصح وان لم یعد تفسد ولو رکع او سجد فنام فیہ اجزأہ لحصول الرفع منہ والوضع[4] اھ۔

ولفظ المراقی وان طرأ فیہ

ہو ظاہر مذہب میں اھ۔

اور منحۃ الخالق میں نہر الفائق سے منقول ہے انھوں نے عقد الفرائد سے نقل کیا کہ نماز کے سجدہ میں سوجانا وضو کو نہیں توڑتا جبکہ مسنون طریقہ پر ہو، اس قید کا ذکر محیط میں ہے اور یہی صحیح ہے اھ۔

محقق کبیر نے شرح منیۃ الصغیر میں فرمایا: اگر سجدہ میں ہیئت مسنونہ پر سویا کہ پیٹ رانوں سے اور بازو پہلو سے دُور ہوں تو حدث نہیں ہوگا ورنہ بوجہ کشادگی مفاصل حدث ہے بحالت ایں نماز میں ہو یا نہ ہو، اس کی مکمل تحقیق شرح میں ہے اھ۔

اور تنویر اور در میں ہے، اگر کسی نے قیام، قراءت، رکوع، سجود یا قعدہ بحالتِ نیند کیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اس پر اس رکن کا اعادہ لازم ہے خواہ قراءت یا قعدہ ہی کیوں نہ ہو اصح یہی ہے۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا پھر اسی حالت میں سوگیا تو یہی کافی ہے کیونکہ اس حالت میں جانا اور اس سے واپس آنا پایا گیا اھ۔

اور مراقی الفلاح میں ہے کہ اگر کسی رکن میں

---

[1] مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل عشرۃ اشیاء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۴
[2] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸
[3] صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۰
[4] الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلٰوۃ باب صفۃ الصلٰوۃ " " " ۱/۷۱

النوم صح بما قبلہ منہ[1] اھ۔

قلت وھو اوضح واوجہ۔

وفی الدر المختار ایضا ینقضہ حکما نوم یزیل مسکتہ بحیث تزول مقعدتہ من الارض وھو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجھہ والا یزل مسکتہ لاینقض وان تعمدہ فی الصلوۃ اوغیرھا علی المختار (نص علیہ فی الفتح وھو قید فی قولہ فی الصلوۃ قال فی شرح الوھبانیۃ ظاھر الروایۃ ان النوم فی الصلوۃ قائما اوقاعدا اوساجدا لایکون حدثا سواء غلبہ النوم اوتعمدہ ش) کالنوم قاعدا مستندا الی مالو ازیل لسقط علی المذھب (ای ظاھر المذھب عن ابی حنیفۃ وبہ اخذ عامۃ المشائخ وھو الاصح کما فی البدائع ش وعلیہ الفتوی جواھر الاخلاطی) او ساجدا علی الھیأۃ المسنونۃ (بان یکون رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ بحر، قال ط وظاھرہ ان المراد الھیأۃ المسنونۃ فی حق الرجل لا المرأۃ ش۔

اقول لیس فی ھذا المحل الاستظہار وقد صرح بہ السادۃ الکبار کقاضی خان

نیند آگئی تو اس سے پہلے والا رکن صحیح رہا اھ۔

قلت یہی اوضح اور اوجہ ہے۔

اور درمختار میں ہے کہ نیز وضو کو حکماً وہ نیند توڑ دیتی ہے جو چستی کو زائل کردے، اس طرح کہ اس کی مقعد زمین سے اُٹھ جائے، مثلاً ایک پہلو پر سوگیا یا سرین پر سوگیا یا گُدی یا چہرے کے بل سوگیا، اور چستی زائل نہ کرتی ہو تو ناقضِ وضو نہیں خواہ وہ قصداً ہی سوگیا ہو نماز میں ہو نہ ہو، مختار یہی ہے (فتح میں اس کی تصریح ہے، شرح وہبانیہ میں ہے کہ ظاہر الروایۃ میں ہے کہ نماز میں سونا کھڑے ہوکر، بیٹھ کر، یا سجدہ میں ــــ حدث نہ ہوگا خواہ نیند کا غلبہ ہوگیا یا قصداً نیند آئی ہو، ش) جیسے کسی ایسی چیز سے ٹیک لگا کر سوگیا کہ اگر اس کو ہٹایا جائے تو گر پڑے، یا بیٹھ کر سوگیا (ابوحنیفہ سے ظاہر مذہب یہی ہے اور تمام مشائخ نے اسی کو لیا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ بدائع میں ہے، ش۔ اور اسی پر فتوٰی ہے جواہر الاخلاطی کا) اور جو شخص مسنون حالت پر سوگیا یعنی اس کا پیٹ رانوں سے جُدا ہو بازو پہلوؤں سے جدا ہوں، بحر۔ طحطاوی نے کہا کہ بظاہر اس سے مراد وہ مسنون ہیئت ہے جو مردوں کے لئے ہے نہ کہ عورت کے لئے، ش۔

اقول یہ استظہار کا مقام نہیں ہے اس کی تصریح بڑے بڑے علماء مثلاً قاضی خان

ف: ۵ معروضۃ علی العلامتین ط و ش۔

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب شروط الصلوۃ وارکانہا دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۳۵

ف
وغیرہ علا انہم لو لم یصرحوا لکان ھو المتعین للارادۃ لان المقصود ھیأۃ تمنع الاستغراق فی النوم کما لایخفی) ولو فی غیر الصلوۃ علی المعتمد ذکرہ الحلبی او متورکا (بان یبسط قدمیہ من جانب ویلصق الیتیہ بالارض۔ فتح ش) او محتبیا (بان جلس علی الیتیہ ونصب رکبتیہ وشد ساقیہ الی نفسہ بیدیہ اوبشیئ یحیط من ظھرہ علیہما شرح المنیۃ ش۔

اقول ولامدخل ھھنا لوضع الیدین فانما مطمح النظر تمکین الورکین ولذا عممت) وراسہ علی رکبتیہ (غیر قید ش وبالاولی اذا لم یکن راسہ کذلک ط) او شبہ المنکب (ای علی وجہہ وھو کما فی شروح الھدایۃ ان ینام واضعا الیتیہ علی عقبیہ وبطنہ علی فخذیہ ونقل عدم النقض بہ فی الفتح عن الذخیرۃ ایضا ش۔

قلت ونقل فی الھندیۃ عن محیط

وغیرہ نے کی ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ اس کی تصریح نہ بھی کرتے تو یہی متعین ہوتا کیونکہ اس سے مراد ایسی ہیئت ہے جو نیند میں مستغرق ہوجانے سے مانع ہو اور یہ ظاہر ہے) یہ صورت خواہ نماز کے علاوہ ہی کیوں نہ ہوئی ہو، معتمد مذہب یہی ہے۔ اس کو حلبی نے ذکر کیا یا بطور تورک (یعنی وہ اپنے دونوں قدم ایک طرف نکال لے اور اپنے سرین زمین سے چپکا دے، فتح وش) "او محتبیا" یا اپنے سرین پر بیٹھ جائے اور اپنی دونوں پنڈلیاں اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے یا کسی چیز سے پیٹھ سے باندھ دے، شرح منیہ ش۔

اقول اس میں ہاتھ کی وضع کا کوئی دخل نہیں ہے اصل مقصود تو دونوں سرینوں کا جمانا ہے، اس لئے میں نے اس کو عام رکھا ہے اور اس کا سر اس کے دونوں گھٹنوں پر ہو (یہ قید نہیں، ش، اور جب اس کا سر اس طرح نہ ہو تو بطریق اولٰی ایسا ہوگا، ط) یا اوندھے کے مشابہ (یعنی چہرے کے بل سونے والے کی طرح اور اسکی ہیئت جیسا کہ ہدایہ کی شروح میں ہے یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں سرین اپنی دونوں ایڑیوں پر رکھے اور اپنا پیٹ اپنی دونوں رانوں پر رکھے اور اس میں نہ ٹوٹنا فتح میں ذخیرہ سے بھی منقول ہوا، ش۔

قلت ہندیہ میں محیط سرخسی سے منقول ہے

ف: معروضۃ اخرٰی علیہما۔

السرخسي انه الاصح قال ش ثم نقل في الفتح عن غيرها لو نام متربعا ورأسه على فخذيه نقض قال وهذا يخالف ما في الذخيرة واختار في شرح المنية النقض في مسألة الذخيرة لارتفاع المقعدة وزوال التمكن واذا نقض في التربع مع انه اشد تمكنا فالوجه الصحيح النقض هنا ثم ايده بما في الكفاية عن المبسوطين من انه لو نام قاعدا او وضع اليتيه على عقبيه وصار شبه المنكب على وجهه قال ابويوسف عليه الوضوء اھ.

کہ اصح یہی ہے، ش نے کہا پھر فتح میں ذخیرہ کے علاوہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص پالتی مار کر بیٹھا اور اسی حال میں سوگیا اور اس کا سر اس کی دونوں رانوں پر ہے تو وضو ٹوٹ گیا، یہ ذخیرہ کے مخالف ہے اور شرح منیہ میں ذخیرہ کی بیان کردہ صورت میں وضو کے ٹوٹ جانے کو پسند کیا ہے کیونکہ مقعد اٹھ گئی اور استقرار ختم ہوگیا، اور جب پالتی مار کر بیٹھنے کی صورت میں وضو ٹوٹ گیا حالانکہ اس میں استقرار زیادہ ہے تو صحیح بات یہ ہے کہ یہاں بھی ٹوٹنا چاہیے۔ پھر کفایہ کی عبارت جو دونوں مبسوطوں سے منقول ہے سے تائید کی، اس میں یہ ہے کہ اگر بیٹھ کر سوگیا یا اپنی سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھا اور اوندھا ہوگیا تو ابو یوسف فرماتے ہیں اس پر وضو لازم ہے اھ۔

اقول ومن عرف المناط عرف القول الفصل فمن حنا رأسه بحيث لم يرفع عجزه عن الارض لم ينقض وهو مراد الشارح ومن حنا حتى رفع نقض وهو مراد الغنية ولذا عولت على هذا التفصيل) او في محمل او سرج او اكاف (حال الصعود وغيره منية ش) ولو الدابة عريانا فان حال الهبوط نقض (لتجافي المقعدة عن ظهر الدابة حلية ش) والا (بان كان حال الصعود والاستواء منية ش) لا ولو

اقول جو شخص مناط کو جانتا ہے وہ فیصلہ کن قول کو سمجھ سکتا ہے، جس شخص نے اپنا سر جھکایا مگر اپنی سرین زمین سے نہ اٹھائی تو وضو نہ ٹوٹے گا اور یہی مراد شارح کی ہے، اور اگر سرین اٹھ گئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور غنیہ کی مراد یہی ہے اس لئے میں نے اس تفصیل پر اعتماد کیا ہے، یا کسی محمل یا زین یا پالان میں (چڑھنے کی صورت ہو یا کوئی اور صورت، منیہ ش) اور اگر سواری کے جانور پر زین وغیرہ نہ ہو تو اترتے وقت وضو ٹوٹ جائے گا (کیونکہ سواری کی پشت سے مقعد ہٹ گئی ہوگی، حلیہ ش) ورنہ (مثلاً یہ کہ چڑھنے یا بیٹھنے کی حالت میں ہو، منیہ ش) تو وضو

نام قاعدا یتمایل فسقط ان انتبہ حین سقط (ای قبل ان یصیب جنبہ الارض ط حلیۃ ش اوعند اصابۃ جنبہ الارض بلا فصل ط غنیۃ ش) فلا نقض بہ یفتی (اما لو استقر ثم انتبہ نقض لانہ وجد النوم مضطجعا حلیۃ ش) کناعس یفہم اکثر ما قیل عندہ (قال الرحمتی ولا ینبغی ان یغتر الانسان بنفسہ لانہ ربما یستغرقہ النوم ویظن خلافہ ش) اھ مزیدا ما بین الاھلۃ منی ومن ط و ش [1]

نہ ٹوٹے گا، اور اگر بیٹھے بیٹھے سوگیا اور جھکولے کھا کر گرا اور گرتے ہی بیدار ہوگیا (یعنی پہلو کے زمین پر لگنے سے قبل ط حلیہ ش یا پہلو کے زمین پر لگتے ہی بلا تاخیر گرا ط غنیہ ش) تو وضو نہ ٹوٹے گا یہی مفتی بہ قول ہے، لیکن اگر ٹھہر گیا پھر بیدار ہوا تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ کروٹ لیٹنے کی حالت میں نیند میں پائی گئی حلیہ ش) جیسے اونگھنے والا اکثر باتیں سمجھتا ہے (رحمتی نے کہا کہ انسان کو دھوکے میں نہ رہنا چاہئے کبھی اس پر نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے اور وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہے ش) اھ ہلالوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ عبارت درمختار پر میرا اور شامی وطحطاوی کا اضافہ ہے۔

افادات عدیدۃ مفیدۃ سدیدۃ

چند درست نفع بخش افادات

الاولٰی اعلم ان النوم علی وضع سجود فیہ خلف کثیر ونزاع ممدود وانا ارید ان شاء الکریم المجید ان اذکرہ علی وجہ حاصر یجلو بہ الحق کبدر زاھر وما توفیقی

افادہ اُولٰی: سجدے کی ہیأت پر سونے کے مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ونزاع پایا جاتا ہے۔ بمشیت رب کریم میں اسے ایسی احاطہ کی صورت میں بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے حق بدر تابندہ کی طرح روشن ہوجائے۔ اور مجھے توفیق نہیں

ف: تحقیق شریف للمصنف ان الصلوٰۃ وغیرھا فی نقض الطہارۃ بالنوم سواء۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶ و ۲۷
ردالمحتار " " " داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۵ تا ۹۷
حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار " " " المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۸۲

الا بالله عليه توكلت واليه انيب۔

فاقول واستعين بالقريب المجيب ذلك الوضع الذي نام فيه اما ان يكون على الهيأة المسنونة للرجال او على غيرها وكل اما في الصلوٰة ومنها سجود السهو وسها من نقل الخلاف فيه كما نبه عليه في الفتح او في سجدة مشروعة خارجها وهي سجدة التلاوة والشكر او في غير ذلك ويدخل فيه ما كان على هيأة ساجد ولم ينوها اصلا فالصور ست۔

وقد اجمعوا على عدم النقض في الاولى وهي السجود في الصلوٰة على الهيأة المسنونة اما ما وقع في رد المحتار ان النوم ساجدا في الصلوٰة وغيرها قيل يكون حدثا (اي مطلقا سواء كان على الهيأة المسنونة اولا لانه ذكر هذا التفصيل من بعد في قول مقابل له) قال وذكر في الخانية انه

مگر خدا ہی کی طرف سے۔ اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔

فاقول تو رب قریب مجیب کی مدد لیتے ہوئے عرض پرداز ہوں — سونے والا جس وضع سجدہ پر سویا ہے وہ یا تو مردوں کے لئے سجدہ کی مسنون ہیأت کے مطابق ہوگی یا مسنون ہیأت نہ ہوگی۔ دونوں صورتیں یا تو نماز میں ہوں گی — اسی میں سجدۂ سہو بھی شامل ہے اور جس نے اس سے متعلق اختلاف نقل کیا اس سے سہو ہوا جیسا کہ فتح القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے — یا بیرون نماز کسی جائز و مشروع سجدہ میں ہوں گی — یہ سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر ہے — یا ان سب کے علاوہ میں ہوں گی — اسی میں وہ بھی داخل ہے جو سجدہ کی ہیأت پر ہو اور سجدہ کی کوئی نیت نہ ہو — تو یہ کل چھ صورتیں ہوئیں:

پہلی صورت یہ کہ نماز میں مسنون طریقہ پر سجدہ ہو — اس صورت پر سو جانے سے وضو نہ ٹوٹنے پر سب کا اجماع ہے — لیکن وہ جو رد المحتار میں واقع ہے کہ بحالت سجدہ نماز میں اور بیرون نماز سو جانا کہا گیا کہ حدث ہے — یعنی مطلقاً خواہ مسنون طریقے پر ہو یا نہ ہو — یہ اس لئے کہ علامہ شامی نے یہ تفصیل آگے اس کے مقابل ایک قول میں خود بیان کی ہے۔ آگے لکھتے ہیں، اور خانیہ میں ذکر کیا کہ یہی

ظاھر الروایۃ اھ[1]

فاقول[ف۱] ھذا الاطلاق ان صدر عن احد فھو محجوج بنص الحدیث وتصریحات ائمۃ القدیم و الحدیث وقد تقدم عن الحلیۃ ان لاخلاف عندنا فی ذلک اما الخانیۃ[ف۲] فلم تذکرہ بھذا الارسال وانما نصھا ھکذا ظاھر المذھب ان النوم فی الصلوۃ لایکون حدثا نائما قائما اوراکعا اوساجدا اما خارج الصلوۃ علی ھیأۃ الرکوع والسجود قال شمس الائمۃ الحلوانی رحمہ اللہ تعالٰی یکون حدثا فی ظاھر الروایۃ وقیل ان کان ساجدا علی وجہ السنۃ بان کان رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ بحیث یری من خلفہ عفرۃ ابطیہ لایکون حدثا و ان کان ساجدا علی وجہ غیرالسنۃ بان الصق بطنہ بفخذیہ وافترش ذراعیہ کان حدثا اھ[2]

ظاہر الروایہ ہے اھ۔

اقول یہ اطلاق (کہ نماز اور بیرونِ نماز مسنون یا غیر مسنون جس ہیأتِ سجدہ پر بھی سوجائے وضو ٹوٹ جائے گا) اگر کسی سے صادر ہے اور کوئی اس کا قائل ہے تو اس کے خلاف نصِ حدیث اور عہد قدیم وجدید کے ائمہ کی تصریحات حجت ہیں ــــ حلیہ کے حوالے سے گزر چکا کہ اس بارے میں ہمارے یہاں کوئی اختلاف نہیں ــــ رہا خانیہ کا حوالہ جو علامہ شامی نے پیش کیا تو خانیہ نے اس اطلاق کے ساتھ اسے بیان ہی نہ کیا۔ ملاحظہ ہو اس کی عبارت یہ ہے: ظاہر مذہب یہ ہے کہ نماز کے اندر سونا حدث نہیں ہوتا، قیام میں سوئے یا رکوع یا سجدے میں سوئے۔ لیکن بیرونِ نماز اگر رکوع وسجود کی ہیأت پر سوئے تو شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ ظاہر روایت میں یہ حدث ہے ــــ اور کہا گیا کہ اگر سنت کے طور پر سجدہ کی حالت ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اٹھائے ہوئے، بازو کروٹوں سے جدا کئے ہوئے ہو کہ پیچھے والا بغلوں کی سیاہی دیکھ لے تو حدث نہ ہوگا، اور اگر خلافِ سنت سجدہ ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے ملادیا ہو اور کلائیاں بچھادی ہوں تو حدث ہوگا اھ۔

ف۱: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

ف۲: معروضۃ اخرٰی علیہ

---

[1] رد المحتار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶

[2] فتاوٰی قاضی خان " فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

فان هذا من ذالك فليتنبه

بتائیے اس تفصیل کو اُس اطلاق سے کیا نسبت؟ تو اس پر متنبہ رہنا چاہیے —

نعم جاءت خلافية عن ابی يوسف فی تعمد النوم علی خلاف ظاهر الرواية الصحيحة المختارة ولا تختص فی تحقيقنا بالسجود بل تعم الصلٰوة كلها كما سيأتی ان شاء الله تعالٰی۔

ہاں قصداً سونے کے بارے میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے صحیح، ترجیح یافتہ ظاہر الروایہ کے برخلاف ایک اختلافی روایت آئی ہے اور وہ ہماری تحقیق میں حالتِ سجدہ ہی سے خاص نہیں بلکہ پوری نماز کو شامل ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی ذکر ہوگا۔

واجمعوا علی النقض فی السادسة وهی كونه علی هيأة سجود غير مسنونة من غير نية او فی سجدة غير مشروعة، اما ماوقع فی رد المحتار ان النوم ساجدا قيل لايكون حدثا فی الصلٰوة وغيرها وصححه فی التحفة وذكر فی الخلاصة انه ظاهر المذهب وفی الذخيرة هو المشهور[1] اھ۔

چھٹی صورت یہ کہ سجدہ غیر مسنون طریقہ پر ہو اور سجدہ کی نیت بھی نہ ہو یا کسی ایسے سجدہ کی نیت ہو جو مشروع نہیں — اس صورت میں سونے سے وضو ٹوٹ جانے پر اجماع ہے — لیکن وہ جو ردالمحتار میں واقع ہوا کہ "سجدہ کرتے ہوئے سوجانا کہا گیا کہ یہ نماز میں اور بیرونِ نماز بھی حدث نہیں۔ اسی کو تحفہ میں صحیح کہا۔ اور خلاصہ میں ذکر کیا کہ یہی ظاہر مذہب ہے۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ یہی مشہور ہے" اھ۔

فاقول ان[ف] اراد بالساجد الساجد الشرعی فنعم والحكم فی الخلاصة يصح لكنه اذن لايتناول الا سجود الصلٰوة والسهو والتلاوة والشكر و

فاقول اگر سجدہ کرنے والے سے شرعی سجدہ کرنے والا مراد لیا تو خلاصہ کا حوالہ صحیح ہے — لیکن اس تقدیر پر یہ صرف سجدۂ نماز، سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کو شامل

ف: معروضة ثالثة عليه۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۶

يبقى كلامه ساكتا عن حكم ما اذا
كان على هيأة سجود من دون
سجود او في سجود غير مشروع كما يفعله
بعض الناس عقيب الصلوة ولا شك ان
كلام الخلاصة والخانية والتحفة والبدائع
والحلية التي لخص منها هذا الفصل يشمل
هذه الصور كلها فلا وجه لاخراجها عن
الكلام مع ان الحاجة ماسة الى ادراك
حكمها ايضا وان اراد من كان على هيأة
سجود ولو لم ينوه اولو لم يشرع فيجب ان يكون
المراد الهيأة المسنونة للرجال لانها
المانعة عن الاستغراق في
النوم فكان كالنوم قائما او على
هيأة ركوع اما ان يؤخذ
العموم في الساجد كما احاط
به كلمات المنقول عنهم جميعا
وقد اشار اليه في الخلاصة
حيث عبر في الصلوة بلفظة
ساجد او في خارجها
بلفظة على هيأة السجود
وفي الهيأة ايضا كما هو قضية
رد المحتار حيث ذكر تفصيل الهيأة في
قول ثالث مقابل لهذا حتى يلزم
ان لا ينقض نوم من نام
في غير سجود مشروع على هيأة سجود المرأة

ہوگا۔ اور ان کا کلام اس صورت کا حکم بتانے سے ساقط
رہ جائے گا جب بے نیت سجدہ محض ہیأت سجدہ ہو
یا کوئی غیر مشروع سجدہ ہو جیسا کہ بعض لوگ بعد نماز
سجدہ کرتے ہیں ـــ حالاں کہ خلاصہ، خانیہ، تحفہ،
بدائع اور حلیہ جن سے اس فصل کی تلخیص کی گئی ہے سب
کا کلام ان ساری صورتوں کو شامل ہے تو مذکورہ
صورتوں کو کلام سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں
جب کہ ان صورتوں کا بھی حکم دریافت کرنے کی ضرورت
موجود ہے ـــ اور اگر ساجد سے وہ مراد ہے جو ہیأت
سجدہ پر ہو اگرچہ سجدہ کی نیت نہ رکھتا ہو یا وہ سجدہ مشروع
نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس سے مراد وہ ہیأت ہو
جو مردوں کے لئے مسنون ہے کیونکہ وہی حالت
نیند کے استغراق سے روکنے والی ہے تو یہ ایسے
ہی ہوا جیسے کھڑے کھڑے یا رکوع کی ہیأت پر
سو جانا ـــ لیکن یہ کہ ساجد میں عموم مراد لیا جائے۔
جیسا کہ ان تمام حضرات کی عبارتیں اس کا احاطہ کرتی
ہیں جن سے یہ احکام نقل کئے گئے ہیں۔ اور خلاصہ
میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے اس طرح کہ اندرون
نماز کی تعبیر لفظ ساجد سے کی ہے اور بیرون نماز کی
تعبیر ہیأت سجدہ سے کی ہے ـــ اور ہیأت میں بھی
عموم مراد لیا جائے ـــ جیسا کہ یہ کلام رد المحتار کا مقتضا
ہے اس لئے کہ انہوں نے ہیأت کی تفصیل اس کے
مقابل ایک تیسرے قول میں ذکر کی ہے ـــ اس پر
یہ الزام آئے گا کہ جو کسی غیر مشروع سجدہ میں سجدہ
عورت کی ہیأت پر سو جائے تو اس کی نیند ناقض وضو

فلا يجوز ان يقول به احد فانه حينئذ ليس الا كنوم المنبطح سواء بسواء بل هو هو لا يفارقه الا بقبض في الايدي والا رجل كما لا يخفى۔

نہ ہو — تو اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس تقدیر پر یہ سونا بالکل منہ کے بل لیٹ کر سونے کی طرح ہوا بلکہ دونوں بالکل ایک ہوئے، صرف ہاتھ پاؤں سمیٹنے کا فرق رہا، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔
[یہاں مذکورہ کلام شامی کے تین معنی ذکر کئے اول مراد ہے تو کلام ناقص اور بعض صورتوں کے احاطہ سے قاصر ہوگا، دوم مراد ہو تو وہ خاص مسنون حالت پر سجدہ ہے، سوم مراد ہو کہ کسی قسم کا بھی سجدہ کرنے والا ہے اور کسی بھی ہیأت پر سجدہ کر رہا ہو اور سو جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا ۱۲م]

وراجعت الخلاصة فوجدت نصها هكذا في الاصل قال ولا ينقض الوضوء النوم قاعدا او راكعا او ساجدا او قائما هذا في الصلوة فان نام خارج الصلوة قائما او على هيأة الركوع والسجود في ظاهر المذهب لا فرق بين الصلوة وخارجه الصلوة اھ[۱] ثم قال اذا نام في سجود التلاوة لا يكون حدثا عندهم جميعا كما في الصلوتية وفي سجدة الشكر كذلك عند محمد وهكذا روى عن ابي يوسف وسواء سجد على هيأة وجه السنة وعلى غير وجه السنة نحو ان يفترش ذراعيه ويلصق

اور میں نے خلاصہ اٹھا کر دیکھا تو اس کی عبارت اس طرح پائی: "اصل مبسوط میں ہے فرمایا: بیٹھ کر، یا رکوع میں، یا سجدہ میں یا قیام میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ اندرون نماز کا حکم ہے۔ اور اگر بیرون نماز کھڑے یا رکوع وسجود کی ہیأت میں سو گیا تو ظاہر مذہب میں نماز اور بیرون نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں — اور آگے فرمایا: سجدۂ تلاوت میں سو جانا ان سبھی حضرات کے نزدیک حدث نہیں جیسے کہ سجدۂ نماز میں اور سجدۂ شکر میں بھی امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہے۔ خواہ مسنون طریقہ پر سجدہ ہو یا غیر مسنون طریقہ پر جیسے یوں کہ کلائیاں بچھا دے اور پیٹ کو رانوں سے

---

[۱] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۸

بطنه علی فخذیه فنام فی سجوده وعند ابی حنیفة یکون حدثا وفی سجد فی السهو لایکون حدثا اھ[1]۔

فافاد ان عموم الهیأة انما هو فی السجود المشروع کسجود التلاوة و السهو عند الکل والشکر عندهما ولما لم تشرع سجدة الشکر عنده قال بالنقض فیها اذا لم تکن علی هیأة السنة۔

وفی الحلیة بعد ما قدمنا عنها من الکلام علی النوم فی الصلوٰة وان کان خارج الصلوٰة (فذکر الوجوه الی ان قال) وان نام قائما او علی هیأة الرکوع والسجود غیر مستند الی شیئ ففی البدائع العامة علی انه لایکون حدثا لان استمساك فیها باق، وفی التحفة الاصح انه لیس بحدث کما فی الصلوٰة وعلیه مشی فی الخلاصة وذکر انه ظاهر المذهب وعکس هذا بالنسبة الی هیأة الرکوع والسجود فی الخانیة فذکر انه حدث فی ظاهر الروایة والاول

ملا دے اور سجدے میں سوجائے، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک حدث ہوگا اور سجدۂ سہو میں حدث نہ ہوگا اھ۔

اس کلام سے افادہ فرمایا کہ صرف سجدہ مشروع میں ایسا ہے کہ کسی بھی ہیاٗت پر ہو اس میں بندے سے وضو نہ جائے گا، سجدۂ مشروع جیسے سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو سب کے نزدیک اور سجدۂ شکر صاحبین کے نزدیک۔ اور سجدۂ شکر چوں کہ امام اعظم کے نزدیک مشروع نہیں اس لئے وہ اس میں نیند کے ناقض ہونے کے قائل ہیں جب کہ مسنون ہیاۃ پر نہ ہو۔

حلیہ کے حوالے سے اندرونِ نماز سونے سے متعلق جو کلام ہم نے پہلے نقل کیا اس کے بعد اس میں ہے: اور اگر بیرونِ نماز ہو (اس کے بعد وہ صورتیں ذکر کیں۔ پھر کہا) اگر کھڑے یا رکوع وسجود کی ہیاٗت پر کسی چیز سے ٹیک لگائے بغیر سوگیا تو بدائع میں ہے کہ عامۂ علماء اس پر ہیں کہ وضو نہ جائے گا اس لئے کہ ان صورتوں میں بندش باقی رہتی ہے — اور تحفہ میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ ایسی نیند حدث نہیں جیسے اندرونِ نماز — اسی پر خلاصہ میں مشی ہے اور ذکر کیا کہ یہی ظاہر مذہب ہے — اور ہیاٗت رکوع وسجود سے متعلق خانیہ میں اس کے برعکس یہ بتایا کہ وہ ظاہر الروایہ میں حدث ہے — اور اول ہی

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۹

ھو المشھور کما فی الذخیرة[1] اھ ملخصا فافاد[ف1] ان کلامھم ھذا فی غیر الصلوٰة وافاد[ف2] ببقاء الاستمساك ان المراد ھیأة السجود المسنونة فھذا الذی یشم عن عبارة رد المحتار لیس مراد الخلاصة ولا التحفة ولا الخانیة ولا الذخیرة ولا الحلیة فلیتنبہ۔

مشہور ہے، جیسا کہ ذخیرہ میں ہے اھ ملخصا۔

اس سے مستفاد ہوا کہ ان حضرات کا یہ کلام بیرونِ نماز سونے کی صورت میں ہے۔ اور بندش باقی رہنے سے یہ افادہ کیا کہ سجدہ کی مسنون ہیأة مراد ہے — تو یہ عموم جو ردالمحتار کی عبارت سے مترشح ہے نہ خلاصہ کی مراد ہے نہ تحفہ کی، نہ خانیہ، نہ ذخیرہ، نہ حلیہ کی — تو اس پر متنبہ رہنا چاہیے۔

بقیت اربع:

وھی[1] الھیأة المسنونة خارج الصلوٰة فی السجدة المشروعة او[2] غیرھا و غیر[3] المسنونة فی السجدة المشروعة فی الصلوٰة او[4] غیرھا۔

اب چار صورتیں باقی رہیں: —

(۱) سجدہ کی مسنون ہیأت بیرونِ نماز کسی مشروع سجدہ میں ہو (۲) یہ ہیأت کسی غیر مشروع سجدہ میں ہو (۳) غیر مسنون ہیأت سجدۂ مشروعہ میں اندرونِ نماز ہو (۴) یا (یہ ہیأت سجدۂ مشروعہ) میں بیرونِ نماز ہو۔

فھذہ تجاذبت فیھا الاراء و وجدت ھھنا مما اعتمدہ المصنفون فی تصانیفھم المتداولة فی المذھب اربعة اقوال:

ان ہی چار صورتوں میں آرا کی کشمکش ہے — اور یہاں مجھے چار اقوال ملے جن پر مصنفین نے اپنی متداول تصانیفِ مذہب میں اعتماد کیا ہے:

الاول ان کان علی الھیأة المسنونة لاینقض ولو خارج الصلوٰة، وعلی غیرھا ینقض ولو

قولِ اول: سونا اگر سجدہ کی مسنون ہیأة پر ہو تو ناقضِ وضو نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو۔ اور غیر مسنون ہیأت پر ہو تو ناقضِ وضو ہے اگرچہ

ف1: معروضة رابعة علی العلامة ش۔

ف2: معروضة خامسة علیه۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فیھا ۔

وھو الذی عولنا علیہ وقدمنا نقلہ عن مراقی الفلاح والمحیط وعقد الفرائد وشرح المنیۃ الصغیر وفی مجمع الانھر[1] لانوم ساجد فی الصلٰوۃ اوخارجھا علی الصحیح عندنا وفی المحیط انما لاینقض نوم الساجد اذا کان رافعا بطنہ عن فخذیہ جافیا عضدیہ عن جنبیہ وان ملتصقا بفخذیہ معتمدا علی ذراعیہ فعلیہ الوضوء اھ وقال العلامۃ اکمل الدین البابرتی فی العنایۃ شرح الھدایۃ قولہ بخلاف النوم حالۃ القیام والقعود والرکوع والسجود فی الصلٰوۃ یعنی اذا کان علی ھیأۃ سجود الصلٰوۃ من تجافی البطن عن الفخذین وعدم افتراش الذراعین اما اذا کان بخلافہ فینتقض[2] اھ وفی الرحمانیۃ عن العتابیۃ وعن اصحابنا ان النوم فی السجود انما لایفسد اذا کان علی الھیأۃ المسنونۃ[3] اھ وفی المعراجیۃ

اندرون نماز ہو۔

یہی وہ قول ہے جس پر ہم نے اعتماد کیا اور اسی کو (۱) مراقی الفلاح (۲) محیط (۳) عقد الفرائد اور (۴) منیہ کی شرح صغیر سے ہم نے پہلے نقل کیا، اور (۵) مجمع الانہر میں ہے: ناقض وضو نہیں سجدہ کرنے والے کی نیند، نماز میں ہو یا بیرونِ نماز، اس قول پر جو ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ اور محیط میں ہے: سجدہ کرنے والے کی نیند ناقض اس صورت میں نہیں جب پیٹ ران سے اٹھائے ہوئے بازو کروٹوں سے جُدا کئے ہو۔ اگر رانوں سے چپکا ہوا کلائیوں کے سہارے پر رُکا ہوا ہو تو اس پر وضو ہے اھ۔ (۶) علامہ اکمل الدین بابرتی عنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں: عبارتِ ہدایہ، بخلاف قیام، قعود، رکوع اور نماز میں سجدہ کی حالت پر سونے کے (کہ یہ ناقض نہیں) ـــ مراد یہ ہے کہ جب سجدۂ نماز کی ہیأت پر سویا ہو کہ پیٹ رانوں سے الگ ہو اور کلائیاں بچھی نہ ہوں لیکن جب اس کے برخلاف ہو تو ناقض ہے اھ۔ (۷-۸) رحمانیہ میں عتابیہ سے نقل ہے: اور ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ سجدہ میں سونا صرف اس صورت میں مفسد نہیں جب مسنون ہیأت پر ہو اھ (۹) معراجیہ

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۱

[2] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳

[3] الرحمانیہ

كما نقل عنها في ذخيرة العقبى ما نصه
عن الامام الشافعي رحمه الله تعالى
انه لو تعمد النوم في السجود ينقض والا
فلا لان القياس ان يكون ناقضا الا انا
استحسناه في غير العمد لان من يكثر
الصلوٰة بالليل لا يمكنه الاحتراز عن
النوم فيه فاذا تعمد بقي على
اصل القياس، وجه ظاهر الرواية
ما روي انه صلى الله تعالى عليه
وسلم قال اذا نام العبد في
سجوده يباهي الله تعالى به
ملٰئكته فيقول انظروا الى عبدي
روحه عندي وجسده في
طاعتي وانما يكون جسده
فيها اذا بقي وضوؤه وجعل
هذا الحديث في الاسرار عــه من
المشاهير ولان الاستمساك باق
فانه لو زال لزال على احد

کی عبارت۔ جیسا کہ اس سے ذخیرۃ العقبٰی میں نقل
کیا ہے۔ یہ ہے: امام شافعی رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت
ہے کہ اگر سجدہ میں قصدًا سوئے تو ناقض ہے ورنہ
نہیں۔ اس لئے کہ قیاس یہ ہے کہ اس سے وضو
ٹوٹ جائے مگر بلا قصد نیند آنے کی صورت میں ہم نے
استحسان سے کام لیا کیونکہ رات میں بکثرت نماز پڑھنے
والے کے لئے نیند آنے سے بچنا ممکن نہیں ——
پھر جب قصدًا سوئے تو حکم اصل قیاس پر باقی
رہے گا —— ظاہر الروایہ کی دلیل وہ ہے جو حدیث
میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے
فرمایا "جب بندہ سجدے میں سوجاتا ہے تو اللہ تعالٰی
اس پر اپنے فرشتوں سے مفاخرت کرتے ہوئے
فرماتا ہے: میرے بندے کو دیکھو اس کی روح
میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری طاعت میں
ہے" —— اس کا جسم طاعت میں اسی وقت
ہوگا جب اس کا وضو برقرار ہو۔ اس حدیث کو
اسرار میں مشاہیر سے قرار دیا —— اور یہ وجہ
بھی ہے کہ بندش باقی ہے اس لئے کہ یہ اگر

عــه اخرج معناه البيهقي عن انس و
الدارقطني عن ابي هريرة و ابن شاهين
عنه وعن ابي سعيد الخدري
رضي الله تعالى عنهم كلهم عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم ١٢ منه۔

عــه اس کے ہم معنی امام بیہقی نے حضرت انس سے،
دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ سے، ابن شاہین نے
حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری سے
روایت کی رضی اللہ تعالٰی عنہم، اور یہ سب
حضرات نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے
راوی ہیں ۱۲ منہ۔ (ت)

شقیہ[1] اھ ، وقال اعنی العلامۃ[10] یوسف چلپی قبلہ کان یختلج فی خلدی من عنفوان الشباب الی بلوغ درجۃ مطالعۃ معتبرات ھذا الفن ان النوم ساجدا ھو النوم مکبا علی الوجہ فما وجہ عدہ غیر ناقض مع وجود کمال الاسترخاء فیہ ثم دفعتہ بحملہ علی وضع سجدۃ الصلوٰۃ من تجافی البطن عن الفخذ وعدم افتراش الذراعین کما ھو الظاھر من قولہ ساجدا ثم[11] وجدت فی بعض الشروح ھذا التوھم مع الدفع بعینہ فقلت الحمد للہ الذی وفقنی بآراء الفضلاء اھ[2] و ستأتی ان شاء اللہ تعالٰی عبارۃ شرح[12] الملتقی للمصنف والمنح[13] والطحطاوی[14] والھدایۃ[15] والکافی[16] والفتح[17] والحلیہ[18] والدرر[19] بل ونصوص المتون کمختصر[20] القدوری والبدایۃ[21] والوقایۃ[22] والنقایۃ[23] والکنز[24] والاصلاح[25] والغرر[26] والملتقی[27] و

ختم ہوجاتی تو وہ ایک طرف گر جاتا اھ ـــــ

(۱۰ ـــ ۱۱) علامہ یوسف چلپی فرماتے ہیں : اس سے قبل میرے دل میں آغاز شباب سے اس فن کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کے درجہ کو پہنچنے تک یہ خلجان رہتا کہ سجدہ کی حالت میں سونا تو یہی ہے کہ منہ کے بل اوندھا سوئے پھر اسے غیر ناقض شمار کرنے کی کیا وجہ ہے جب کہ اس میں اعضاء پورے طور سے ڈھیلے پڑجاتے ہیں ـــ پھر اس خلجان کو میں نے یوں دفع کیا کہ مطلب یہ ہے کہ سجدۂ نماز کی حالت پر سوئے اس طرح کہ پیٹ ران سے الگ ہو کلائیاں بچھی ہوئی نہ ہوں جیسا کہ لفظ "ساجدا" سے ظاہر ہے ـــ پھر ایک شرح میں بعینہٖ یہی اعتراض وجواب میں نے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے فضلاء کے افکار وآراء کی توفیق سے نوازا اھ۔ آگے ان شاء اللہ تعالٰی (۱۲) مصنف کی شرح ملتقی (۱۳) منح الغفار (۱۴) طحطاوی (۱۵) ہدایہ (۱۶) کافی (۱۷) فتح القدیر (۱۸) حلیہ (۱۹) درر الحکام کی عبارتیں آئیں گی ـــ بلکہ (۲۰) مختصر قدوری (۲۱) بدایہ (۲۲) وقایہ (۲۳) نقایہ (۲۴) کنز الدقائق (۲۵) اصلاح (۲۶) غرر الاحکام (۲۷) ملتقی الابحر اور (۲۸) تنویر الابصار ، اور

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء نولکشور کانپور (ہند) ۱/۲۵

[2] " " " " " " " "

33

التنویر[28] ونور الایضاح[29] وبه جزم في الدر المختار[30] علی ما قرر في رد المحتار حيث قال علی قوله الماروساجدا علی الهيأة المسنونة ولو في غير الصلوٰة علی المعتمد ذکره الحلبي[1] مانصه قوله ولو في غير الصلوٰة مبالغة علی قوله علی الهيأة المسنونة لا علی قوله ساجدا يعني ان کونه علی الهيأة المسنونة قيد في عدم النقض ولو في غير الصلوٰة وبهذا التقرير يوافق کلامه ما عزاه الی الحلبي في شرح المنية کما سيظهر[2] اھ وما ظهر بعد هو قوله عن الحلبي انه اعتمد في شرحه الصغير ما عزا اليه الشارح من اشتراط الهيأة المسنونة في سجود الصلوٰة وغيرها[3] اھ. ورأيتني کتبت عليه،

(۲۹) نورالایضاح جیسے متون کے نصوص بھی آئیں گے

(۳۰) اور اسی پر درمختار میں بھی جزم کیا ہے اس تقریر کے مطابق جو ردالمحتار میں پیش کی ہے۔ اس طرح کہ درمختار کی سابقہ عبارت: "وہ نیند ناقض نہیں جو مسنون ہیأت پر سجدہ کی حالت میں ہو، اگرچہ غیر نماز میں ـــ یہی معتمد ہے، اسے حلبی نے بیان کیا" پر ردالمحتار میں یہ لکھا ہے: ان کا قول "اگرچہ غیر نماز میں" ان کے قول "مسنون ہیأت" پر مبالغہ کے لئے ہے۔ اس سے ان کے قول ساجداً (بحالتِ سجدہ) پر مبالغہ مقصود نہیں۔ یعنی اس کا مسنون ہیأت پر ہونا وضو نہ ٹوٹنے کے لئے قید ہے اگرچہ نماز میں ہو"۔ اور کلام شارح کی یہی تقریر کی جائے جبھی ان کا کلام اس کے موافق ہوگا جس پر انہوں نے حلبی کی شرح منیہ کا حوالہ دیا ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا اھ ـــ آگے علامہ شامی نے یہ بتایا ہے کہ حلبی نے اپنی شرح صغیر میں اسی پر اعتماد کیا ہے کہ سجدۂ نماز و غیر نماز دونوں ہی میں ہیأتِ مسنونہ کی شرط ہے جیسا کہ شارح نے اسے ان کے حوالے سے بتایا اھ۔

میں نے دیکھا کہ ردالمحتار کے اس کلام پر میں نے یہ حاشیہ لکھا ہے:

۱؎ الدرالمختار | کتاب الطہارۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۲۶

۲؎ ردالمحتار | کتاب الطہارۃ | باب نواقض الوضوء | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۱/۹۶

۳؎ " " " " " " "

اقول ف۱ اوردوا النص بلفظ لا وضوء على من نام قائما او قاعدا او راكعا او ساجدا كما فى الهداية وغيرها ولاقتران هذه الاركان تسبق الاذهان الى الصلوة وبه استدل اصحابنا على ان المراد فى اخر اٰيتى الحج ركوع الصلوة وسجودها فليس فيها سجود التلاوة فيسرى الى شمول الحديث سجود غير الصلوة نوع خفاء حتى قصر ذلك فى البدائع والتبيين وغيرهما على الصلبية قائلين ان النص انما ورد فى الصلوة كما سيأتى فاذن عدم الانتقاض بالنوم فى السجود اظهر فى الصلوة واشتراط الهيأة المسنونة لعدم النقض اظهر فى غيرها لظاهر اطلاق النص فى الصلوة والمبالغة انما تكون بذكر الخفى فان ف۲ نقيض مدخول الوصلية يكون اولى بالحكم منه فان

اقول مصنفین اپنی عبارت ان الفاظ میں لائے کہ "اس پر وضو نہیں جو قیام یا قعود یا رکوع یا سجود کی حالت میں سو جائے" ___ جیسا کہ ہدایہ وغیرہا میں ہے ___ ان ارکان کے ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے ذہن نماز کی طرف جاتا ہے ___ اور ساتھ ہونے ہی کی بنیاد پر ہمارے اصحاب نے یہ استدلال کیا ہے کہ سورۂ حج کے آخر کی دونوں آیتوں میں نماز کا رکوع و سجود مراد ہے تو ان آیتوں میں سجدۂ تلاوت نہیں۔ جب ارکان مذکورہ کے ایک ساتھ بیان ہونے سے ذہن نماز کی طرف چلا جاتا ہے تو غیر نماز کے سجدے کو حدیث کے شامل ہونے میں ایک طرح کا خفا آجاتا ہے ___ یہاں تک کہ بدائع اور تبیین وغیرہما میں صرف سجدۂ نماز کے ذکر پر اکتفا کی ہے اور کہا ہے کہ نص صرف نماز کے بارے میں وارد ہے جیسا کہ آگے آئے گا ___ جب یہ صورتِ حال ہے تو سجدہ میں نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا حکم نماز کے بارے میں زیادہ ظاہر ہے ___ اور وضو نہ ٹوٹنے کے لئے ہیأتِ مسنونہ کی شرط لگانا غیر نماز سے متعلق زیادہ ظاہر ہے کیونکہ نماز سے متعلق تو نص کا ظاہری اطلاق خود ہی موجود ہے ___ اور مبالغہ خفی کو ذکر کرکے کیا جاتا ہے ___ اس لئے کہ کلمۂ شرط وصلیہ کے مدخول کی نقیض حکم سے متعلق مدخول سے زیادہ اولیٰ ہوا کرتی

ف۱: معروضة على العلامة ش. ف۲: نقيض مدخول لووان الوصلية يكون اولى بالحكم منه۔

قيل ولو في الصلوٰة يكن مبالغة على قوله الهيأة المسنونة كما ذكر المحشي رحمه الله تعالى لان اشتراط الهيأة هو الخفي في الصلوٰة لا عدم النقض في السجود اما اذا قال الشارح رحمه الله تعالى ولو في غير الصلوٰة فالمبالغة على قوله ساجدا لا على قوله الهيأة المسنونة لان اشتراط الهيأة في غير الصلوٰة امر ظاهر وانما الخفي عدم النقض لا جرم ان العلامة المحشي لما جعله مبالغة على الهيأة لم يكنه تعبيره الا بلو في الصلوٰة ولولا نقله في المقولة ولو في غير الصلوٰة كما هو في نسخ الدر بايدينا لظننت ان لفظة غير من كلام الدر ساقطة من نسخة المحشي۔

ہے (مثلاً کہا جائے تم اپنے بھائی کے ساتھ انصاف کرو اگرچہ وہ تمہارے ساتھ نا انصافی کرے، اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس سے انصاف کرنے کی صورت میں انصاف کا حکم بدرجہ اولی ہوگا ۱۲م) تو اگر کہا جائے "اگرچہ نماز میں" تو یہ ان کے قول "ہیأت مسنونہ" پر مبالغہ ہوگا' جیسا کہ محشی رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا۔ اس لئے کہ نماز کے اندر ہیأت کی شرط خفی ہے، سجدے میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم خفی نہیں ــــ لیکن جب شارح نے فرمایا "اگرچہ غیر نماز میں' تو یہ ان کے قول "ساجدًا" پر مبالغہ ہوا۔ ہیأت مسنونہ پر مبالغہ نہ ہوا" اس لئے کہ غیر نماز میں ہیأت کی شرط ہونا کھلی ہوئی بات ہے۔ خفی صرف یہ حکم ہے کہ اس میں بھی وضو نہ ٹوٹے گا ــ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ محشی نے اسے ہیأت پر مبالغہ قرار دے دیا تو ناچار انھیں یہ تعبیر کرنا پڑی کہ "اگرچہ نماز میں ہو" ــــ درمختار کے جو نسخے ہمارے پاس ہیں ان میں "ولو فی غیر الصلوٰۃ" ہے اور حاشیہ لکھتے وقت علامہ شامی نے بھی اسی طرح نقل کیا "قولہ ولو فی غیر الصلوٰۃ" ــــ اگر ان کے حاشیے میں یہ لفظ نقل نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ ان کے پاس جو نسخہ درمختار تھا اس میں لفظ "غیر" ساقط تھا۔

اما التشبث بذكر اعتماد الحلبي وانما اعتمد تعميم اشتراط الهيأة سجود الصلوٰة

اب رہا علامہ شامی کا اپنی تقریر کی تائید میں اعتماد حلبی کا تذکرہ، اور یہ کہ انھوں نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ وضو نہ ٹوٹنے کے لئے

ایضا۔ فاقول ف لعله لایتعین هذا الاعتماد مرادا فانه ذکر فی الغنیة قول ابن شجاع ان النوم ساجدا فی غیر الصلٰوة ناقض مطلقا ثم نقل عن الخلاصة والکفایة ان فی ظاهر المذهب لافرق بین الصلٰوة و خارج الصلٰوة وعن الهدایة انه الصحیح ثم عن القمی التفصیل بالنقض ان کان علی غیر هیأة السنة وعدمه ان کان علیها ثم حقق ان المناط وجود نهایة الاسترخاء و ان القاعدة الکلیة المعتمد کما سیجیئ ان شاء الله تعالٰی۔

فافاد ان السجود علی هیأة السنة غیر ناقض ولو خارج الصلٰوة وانه المعتمد فصح العزو من هذا الوجه ایضا وحینئذ یکون کلام الشارح رحمه الله تعالٰی ساکتا عن حکم الساجد فی الصلٰوة علی غیر هیأة السنة۔

ہیأتِ مسنونہ کی شرط میں سجدۂ نماز بھی شامل ہے۔

فاقول شارح کی مراد بھی یہی اعتماد ہے، یہ متعین نہیں۔ اس لئے کہ شیخ حلبی نے غنیہ میں پہلے ابن شجاع کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ "غیر نماز میں بحالتِ سجدہ سونا مطلقاً ناقض ہے"۔ پھر خلاصہ اور کفایہ سے نقل کیا ہے کہ ظاہر مذہب میں نماز اور بیرونِ نماز کا کوئی فرق نہیں۔ اور ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ پھر علامہ قمی سے یہ تفصیل نقل کی ہے کہ "اگر خلافِ سنّت طریقہ پر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور بطریقِ سنّت ہو تو نہ ٹوٹے گا" — پھر یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مدار اس پر ہے کہ انتہائی حد تک اعضاء ڈھیلے پڑجانے کی صورت پائی جائے اور معتمد قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی آئے گا۔

تو انہوں نے یہ افادہ کیا کہ مسنون طریقہ پر سجدہ ناقضِ وضو نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو اور یہ کہ یہی معتمد ہے — تو اس طرح بھی ان کی جانب شارح کا انتساب اور ان کا حوالہ صحیح ہوگیا — اب یہ بات رہ جاتی ہے کہ اندرونِ نماز کا سجدہ اگر غیر مسنون طریقہ پر ہو اور اس میں سوجائے تو کیا حکم ہے؟ وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ اس کے ذکر سے شارح کا کلام (ہماری تقریر کے مطابق) ساکت ٹھہرے گا۔

ف: معروضة اخرٰی علیه۔

فان قلت مدخول الوصلية ونقيضه يشتركان في الحكم وان كان النقيض أولى به فيكون هذا قيدا في الصلوة ايضا۔

اگر یہ کہئے کہ کلمۂ شرط وصلیہ کا مدخول اور اس کی نقیض دونوں ہی حکم میں شریک ہوتے ہیں اگرچہ نقیض حکم کے معاملہ میں اولی ہوتی ہے تو یہ قید نماز میں بھی ہوگی (اور شارح کے کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز میں بھی عدم نقض کے لئے طریقہ مسنونہ کی شرط ہے ۱۲ ام)

قلت كلا وانما يفيد ان الحكم بهذا القيد يعم الصورتين ومفهومه نفي العموم بغير هذا اما عموم النفي بدونه فلا وذلك ان الواو في الوصلية كانها عاطفة حذف المعطوف عليه لظهوره فقوله تعالى يؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة كانه قيل يؤثرون لو لم تكن بهم خصاصة ولو كان بهم خصاصة كما بينته في المعتمد المستند شرح المعتقد المنتقد۔

تو میں کہوں گا ایسا نہیں — اس کا مفاد صرف یہ ہے کہ اس قید کے ساتھ (عدم نقض کا) حکم (نماز وغیر نماز) دونوں صورتوں کو عام ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس قید کے بغیر "عدم نقض" کا حکم دونوں کو عام نہیں — یہ مفہوم نہیں ہوسکتا کہ اس قید کے بغیر "نقض" کا حکم دونوں کو عام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کلمۂ شرط وصلیہ کے ساتھ "واؤ" گویا عاطفہ ہوتا ہے جس کا معطوف علیہ ظاہر ہونے کے باعث حذف کردیا جاتا ہے — تو ارشادِ باری تعالی یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا معنی یہ ہے کہ گویا فرمایا گیا یؤثرون لو لم تکن بھم خصاصۃ ولو کان بھم خصاصۃ — اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں — "اگر انھیں سخت محتاجی نہ ہو" اور اگر انھیں سخت محتاجی ہو تو بھی — جیسا کہ میں نے اسے المعتقد المنتقد کی شرح المعتمد المستند میں بیان کیا ہے۔

فالمعنى لاينقض النوم ساجدا على الهيأة المسنونة لا في الصلوة ولا في غيرها ولا كذلك

اب عبارتِ شارح کا معنی یہ ہوگا کہ "مسنون ہیأت پر سجدے کی حالت میں سوجانا ناقضِ وضو نہیں، نہ نماز میں اور نہ غیر نماز میں،

النوم على غير الهيأة اى فانه ينقض فى احدهما دون الأخر او فيهما معًا كل محتمل۔

وبعد اللتيا والتى لو قال الشارح ساجدا ولو فى غير الصلوٰة على الهيأة المسنونة ولو فيها لكان اظهر وانور ولاقى بالمخالفتين معا واللّٰه تعالٰى اعلم بمراد عباده وسيستبين لك تحقيق هذا القول المنير ان شاء المولى القدير سبحٰنه وتعالٰى عن ندید و نظیر۔

اور مسنون طریقے کے خلاف سونے کا یہ حکم نہیں" یعنی وہ ناقض ہے صرف ایک میں دوسرے میں نہیں، یا دونوں ہی میں ناقض ہے، ہر ایک کا احتمال ہے۔

اس بحث وتمحیص کے بعد عرض ہے کہ اگر شارح یوں فرماتے "ساجدا ولو فی غیر الصلوة علی الهیأة المسنونة ولو فیها — ناقض نہیں حالتِ سجدہ میں سونا اگرچہ غیر نماز میں ہو، بشرطیکہ مسنون ہیأت پر ہو اگرچہ اندرونِ نماز ہو" — تو زیادہ واضح اور روشن ہوتا اور دونوں ہی مبالغے حاصل ہو جاتے (یعنی حالتِ سجدہ میں سونے سے غیر نماز میں بھی وضو نہیں ٹوٹتا مگر شرط یہ ہے کہ مسنون طریقے پر ہو اور یہ شرط نماز میں بھی ہے تو اگر غیر مسنون طریقے پر سجدۂ نماز کی حالت میں بھی سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ۱۲م) اور خدائے برتر ہی کو اپنے بندوں کی مراد کا خوب علم ہے — آپ کے سامنے اس روشن کلام کی تحقیق آگے واضح ہوگی اگر ربِّ قدیر کی مشیت ہوئی اسے پاکی ہے اور وہ ہر مقابل و نظیر سے برتر ہے۔

الثانی ان کان فی الصلوٰة لا ینقض اصلا وخارجها ینقض ولو فی سجود مشروع بوجه مسنون قدمنا نقله عن الخانية عن الامام شمس الائمة الحلوانى وانه هو ظاهر الرواية عنده۔

قول دوم سجدۂ نماز میں سونا بالکل ناقض نہیں، اور بیرونِ نماز ناقض ہے اگرچہ مسنون طریقے پر مشروع سجدے میں ہو — اسے ہم خانیہ کے حوالے سے امام شمس الائمہ حلوانی سے نقل کر آئے ہیں اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہی ان کے نزدیک ظاہر الروایہ ہے۔

وقال فى المنية ان نام فى الصلوٰة

اور غنیہ میں ہے، اگر نماز کے اندر قیام یا

قائما اوراكعا اوقاعدا اوساجدا فلا وضوء عليه وان كان خارج الصلوٰة فنام على هيأة الساجد ففيه اختلاف المشائخ وظاهر المذهب انه يكون حدثا اھ[1]۔

رکوع یا قعود یا سجود کی حالت میں سوجائے تو اس پر وضو نہیں۔ اور اگر سجدہ کرنے والے کے طریقے پر نماز کے باہر سوجائے تو اس کے بارے میں اختلافِ مشایخ ہے اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

وقال شارحها العلامة ابراهيم قال ابن الشجاع لايكون حدثا في هذه الاحوال في الصلوٰة اما خارج الصلوٰة فيكون حدثا واليه مال المصنف حتى قال ظاهر المذهب انه يكون حدثا اھ[2]، وفي الفتاوى السراجية اذا نام في سجدة التلاوة انتقض وضوءه بخلاف سجدة الصلوٰة اھ[3]۔

منیہ کے شارح علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں: ابن شجاع نے فرمایا ان حالتوں میں اندرونِ نماز سونے سے وضو نہ جائے گا اور بیرونِ نماز ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اسی کی طرف مصنف بھی مائل ہوئے کہ انھوں نے فرمایا: ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور فتاوٰی سراجیہ میں ہے: سجدۂ تلاوت میں سوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا بخلاف سجدۂ نماز کے اھ۔

الثالث لانقض في الصلوٰة مطلقا اما خارجها فبشرط هيأة السنة والا نقض۔

قول سوم نماز کے اندر بحالتِ سجدہ سونے سے مطلقاً وضو نہ ٹوٹے گا ۔ اور بیرونِ نماز وضو نہ ٹوٹنے کے لئے شرط ہے کہ سجدہ ہیأتِ سنت پر ہو ورنہ ناقض ہے۔

قال الامام الزيلعي في التبيين النائم قائما اوراكعا اوساجدا ان كان في الصلوٰة لاينتقض وضوءه لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم

امام زیلعی تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں: قیام یا رکوع یا سجود کی حالت میں سونے والا اگر نماز میں ہے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۹۴ و ۹۵
[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸
[3] الفتاوی السراجیۃ کتاب الطہارۃ باب ماینقض الوضوء نولکشور لکھنؤ ص ۲

لاوضوء علی من نام قائما او راکعا او ساجدا۔

"اُس پر وضو نہیں جو قیام یا رکوع یا سجدہ کی حالت میں سو جائے۔"

وان کان خارج الصلوٰۃ فکذٰلک فی الصحیح ان کان علی ہیأۃ السجود بان کان رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ والا انتقض[1]۔

اور اگر بیرونِ نماز ہے تو بر قولِ صحیح یہی حکم ہے بشرطے کہ سجدہ کی ہیأت پر ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اٹھائے ہوئے، بازو کروٹوں سے جدا کئے ہوئے، ورنہ وضو ٹوٹ جائے گا اھ

وفی الحلیۃ بعد ما قدمنا عنہ ان ھذا کلہ فی الصلوٰۃ وان کان خارج الصلوٰۃ (فذکر الوجوہ الی ان ذکر النوم علی ھیأۃ السجود فقال) ذکر غیر واحد من المشائخ فی ھذہ المسألۃ عن علی بن موسی القمی انہ قال لانص فی ذٰلک ولکن یظہر ان سجد علی الوجہ المسنون لایکون حدثا وان سجد علی غیر وجہ السنۃ یکون حدثا، قال فی البدائع وھو اقرب الی الصواب لان فی الوجہ الاول الاستمساک باق والاستطلاق منعدم وفی الوجہ الثانی بخلافہ الا انا ترکنا ھذا القیاس فی حالۃ الصلوٰۃ بالنص قلت وقد ذکر رضی الدین فی المحیط ھذا التفصیل نقلا عن النوادر[2] اھ۔

حلیہ کی عبارت جو پہلے ہم نے نقل کی اس کے بعد یہ ہے: یہ سب نماز کے اندر ہے ــــ اگر بیرونِ نماز ہو (اس کے بعد صورتیں بیان کیں یہاں تک کہ ہیأتِ سجدہ پر سونے کا ذکر کیا تو فرمایا) متعدد مشایخ نے اس مسئلہ میں علی بن موسی قمی سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا، اس بارے میں کوئی نص نہیں ــ لیکن ظاہر یہ ہے کہ اگر مسنون طریقے پر سجدہ کرے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر غیر طریقِ سنت پر سجدہ کرے تو وضو ٹوٹ جائے گا ــــ بدائع میں فرمایا: یہ صواب سے قریب تر ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں بندش باقی ہے اور آزادی (ڈھیلا پن) معدوم ہے۔ اور دوسری صورت میں اس کے برخلاف ہے لیکن ہم نے یہ قیاس حالتِ نماز میں نص کی وجہ سے ترک کردیا ــــ میں کہتا ہوں، رضی الدین نے محیط میں یہ تفصیل نوادر سے نقل کرتے ہوئے ذکر کی ہے اھ۔

---

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۵۲ و ۵۳

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

وفي الغنية في مسائل النوم خارج
الصلوٰة بعد ما ذكر عن علي بن موسٰى
ما مر من التفصيل هذا هو مراد من صحح
هٰذا القول (اي عدم النقض بالنوم
علٰى هيأة ساجد خارج الصلوٰة) اما
لو كان على هيأة المسنونة فلا شك في
النقض لوجود نهاية استرخاء المفاصل
المذكور في الحديث (ثم قال بعد
نقل كلام نفيس عن الكافي
حاصله ان المراد بقوله صلى
الله تعالٰى عليه وسلم انه اذا اضطجع
استرخت مفاصله كمال الاسترخاء
فان اصله حاصل بنفس
النوم ولو قائما) فجميع كلام
الشيخ حافظ الدين يفيد
ان المراد بالسجود الذي
لا ينتقض الوضوء بالنوم فيه
السجود الذي هو مثل الركوع
والقيام في عدم نهاية
الاسترخاء وبقاء بعض
التماسك وعدم السقوط
واذا لم يكن السجود على
الهيأة المسنونة فقد حصل
نهاية الاسترخاء ولم
يبق بعض التماسك ووجد

اور غنیہ کے اندر بیرون نماز نیند کے مسائل کے
تحت علی بن موسٰی کے حوالے سے ذکر شدہ تفصیل کے
بعد لکھتے ہیں، "جس نے اس قول کو صحیح کہا اس کی
یہی مراد ہے (یعنی سجدہ کرنے والے کی ہیأت پر
بیرونِ نماز سونے سے وضو نہ ٹوٹے گا) لیکن اگر
طریقہ مسنونہ کے برخلاف ہو تو اس میں کوئی شک
نہیں کہ وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ جوڑوں کا
انتہائی ڈھیلا پڑنا جو حدیث میں مذکور ہے وہ پا لیا
جائے گا (اس کے بعد کافی کے حوالے سے ایک
نفیس کلام رقم کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد "انه اذا اضطجع
استرخت مفاصله" ___ وہ جب کروٹ سے
لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے" میں
استرخاء سے مراد کمال استرخاء ہے یعنی ڈھیلے پڑنے کا
مطلب کامل طور سے ڈھیلے پڑ جانا اس لئے کہ اصل
استرخاء تو محض سونے ہی سے حاصل ہو جاتا ہے
خواہ کھڑے کھڑے ہی سوئے) آگے لکھتے ہیں: تو
شیخ حافظ الدین نسفی (صاحب کافی) کے پورے
کلام سے یہ مستفاد ہے کہ وہ سجدہ جس میں سونے سے
وضو نہیں ٹوٹتا اس سے مراد وہی سجدہ ہے جو
انتہائی ڈھیلاپن نہ ہونے، کچھ بندش باقی رہنے،
اور ساقط نہ ہونے میں رکوع اور قیام کی طرح ہو۔
اور سجدہ جب مسنون طریقے پر نہ ہوگا تو انتہائی
ڈھیلاپن موجود ہوگا، تھوڑی بندش بھی باقی نہ رہ جائے گی
اور گر بھی جائے گا ___ تو حاصل یہ نکلا کہ نیند سے

السقوط فالحاصل ان القاعدة الكلية المعتمد عليها في النقض بالنوم وجود كمال الاسترخاء مع عدم تمكن المقعدة فبهذا ينبغي ان يؤخذ عند الاختلاف اشتباه الحال الا انهم اخرجوا عن هذه القاعدة نوم الساجد على غير الهيأة المسنونة في الصلوٰة[1] اھ مزيدا منا ما بين الاهلة۔

الرابع كالثالث غير الحاق كل سجود مشروع لسجود الصلوٰة فلا تشترط الهيأة الا في ما ليس سجودا مشروعا وقد قدمنا نص الخلاصة مع ايضاحه . وفي البحر الرائق قيد المصنف بنوم المضطجع والمتورك لانه لاينقض نوم القائم والقاعد والراكع والساجد مطلقا في الصلوٰة وان كان خارجها فكذلك الا في السجود فانه يشترط ان يكون على الهيأة المسنونة له وهذا هو القياس في الصلوٰة الا انا تركناه فيها بالنص كذا

وضو ٹوٹنے کے معاملے میں قاعدہ کلیہ معتمدہ یہ ہے کہ اعضاء پورے طور سے ڈھیلے پڑجائیں اور مقعد کو استقرار بھی حاصل نہ ہو — اختلاف اور اشتباہِ حال کی صورت میں اسی قاعدے کو لینا چاہئے — مگر حضرات علماء نے نماز کے اندر مسنون طریقہ کے خلاف سجدہ کرنے والے کی نیند کو اس قاعدے سے مستثنیٰ کردیا ہے اھ عبارت غنیہ ہلالین کے درمیان ہمارے اضافہ کے ساتھ ختم ہوئی۔

قول چہارم یہ بھی قول سوم ہی کی طرح ہے (کہ سجدۂ نماز میں کسی طرح بھی ہو نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور بیرونِ نماز عدم نقض کے لئے ہیأتِ سنت پر ہونا شرط ہے) فرق یہ ہے کہ اس میں ہر سجدۂ مشروع کو سجدۂ نماز ہی کے ساتھ ملادیا ہے تو ہیأت کی شرط صرف اس میں ہے جو سجدۂ مشروع نہ ہو۔ اس بارے میں خلاصہ کی عبارت مع توضیح کے ہم پیش کر آئے ہیں۔ اور البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: مصنف نے قید لگائی کہ کروٹ لیٹنے والے اور سرین پر بیٹھنے والے کی نیند ہو (تو وضو ٹوٹے گا) اس لئے کہ قیام، قعود، رکوع اور سجود والے کی نیند نماز میں مطلقاً ناقض نہیں اور بیرونِ نماز ہو تو بھی یہی حکم ہے مگر سجدہ سے متعلق یہ شرط ہے کہ مسنون ہیأت پر ہو۔ قیاس یہ تھا کہ نماز میں بھی یہ شرط ہو مگر ہم نے نماز کے بارے

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸ و ۱۳۹

فی البدائع وصرح الزیلعی بانہ الاصح وسجدۃ التلاوۃ فی ھذا کالصلبیۃ وکذا سجدۃ الشکر عند محمد خلافا لابی حنیفۃ وکذا فی فتح القدیر[1] اھ۔

میں نص کی وجہ سے قیاس ترک کر دیا۔ ایسا ہی بدائع میں ہے۔ اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی اصح ہے۔ اور سجدۂ تلاوت اس بارے میں سجدۂ نماز کی طرح ہے۔ اور اسی طرح امام محمد کے نزدیک سجدۂ شکر بھی ہے بخلاف امام ابوحنیفہ کے۔ اور اسی طرح فتح القدیر میں بھی ہے اھ۔

اقول اولا[ف1] لا یعتمدہ فی الفتح بل عقبہ بقولہ کذا قیل۔

اقول اولا فتح القدیر میں اس پر اعتماد نہ کیا بلکہ اسے ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا: کذا قیل (ایسا ہی کہا گیا)۔

وثانیا[ف2] المشار الیہ بھذا فی قولہ وسجدۃ التلاوۃ فی ھذا فی عبارۃ الفتح غیرہ فی عبارۃ البحر فان البحر جعلھا کالصلبیۃ فی عدم اشتراط الھیأۃ والفتح لم یعرج علی ھذا اصلا بل اسقط من ھذا القیل الذی ھو لصاحب الخلاصۃ قولہ سواء سجد علی وجہ السنۃ او غیر السنۃ فالمشار الیہ فی قولہ ھو عدم النقض فی السجود علی ھیأۃ السنۃ ولذا قال

ثانیا عبارت "سجدۃ التلاوۃ فی ھذا" (اس بارے میں سجدۂ تلاوت) میں ھذا (اس) کا مشارٌ الیہ فتح القدیر کی عبارت میں اور ہے بحر کی عبارت میں اور۔ اس لئے کہ صاحبِ بحر نے سجدۂ تلاوت کو ہیأت کی شرط نہ ہونے کے بارے میں سجدۂ نماز کی طرح قرار دیا ہے۔ اور صاحبِ فتح نے اس کا کوئی ذکر ہی نہ چھیڑا بلکہ یہ قول جو صاحبِ خلاصہ کا ہے اس سے یہ عبارت "سواء سجد علی وجہ السنۃ او غیر السنۃ" (خواہ بطورِ سنت سجدہ کرے یا خلافِ سنت) ساقط کر دی۔ تو ان کی عبارت میں مشارٌ الیہ "ہیأتِ سنت پر سجدہ کی صورت میں وضو کا ٹوٹنا ہے"۔ اسی لئے

ف1: تطفل علی البحر

ف2: تطفل اٰخر علیہ

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۰

بعد قوله كذا قيل ردا عليه ما نصه وقياس ما قدمناه من عدم الفرق بين كونه فى الصلوٰة او خارجها يقتضى عدم الخلاف فى عدم الانتقاض بالنوم فيها (اى فى سجدة الشكر وان كان بين الامام وصاحبيه خلاف فى مشروعيتها) نعم ينتقض على مقابل الصحيح (وهذا قول ابن شجاع بالنقض مطلقا خارج الصلوٰة اھ[1] مزيدا منا ما بين الاهلة.

انھوں نے کذا قیل لکھنے کے بعد اس کی تردید میں یہ بھی لکھا: "پہلے جو ہم نے ذکر کیا کہ اندرونِ نماز اور بیرونِ نماز ہونے کا کوئی فرق نہیں اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں (یعنی سجدۂ شکر میں) نیند آنے سے وضو ٹوٹنے میں اختلاف نہ ہو (اگرچہ اس کے مشروع ہونے سے متعلق امام اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے) ہاں اس میں سونا ناقضِ وضو ہے اس قول پر جو صحیح کے مقابل ہے (وہ ابن شجاع کا قول ہے کہ خارجِ نماز مطلقاً وضو ٹوٹ جائے گا) اھ۔ عبارتِ فتح ہلالین کے درمیان ہمارے اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

وانما الذى قدمه هو قوله تحت قول الهداية بخلاف النوم فى الركوع والسجود فى الصلوٰة وغيرها هو الصحيح هذا اذا نام على هيأة السجود المسنون خارج الصلوٰة بان جافى اما اذا الصق بطنه بفخذيه فينتقض ذكره على بن موسى القمى اھ[2]

صاحبِ فتح نے جو پہلے کیا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ ہدایہ کی عبارت "بخلاف رکوع وسجود میں سونے کے نماز میں بھی اور غیرِ نماز میں بھی یہی صحیح ہے" —— اس کے تحت انھوں نے لکھا ہے: "یہ اُس وقت ہے جب بیرونِ نماز سجدۂ مسنون کی ہیأت پر سویا ہو اس طرح کہ پیٹ اور رانوں وغیرہ کو الگ الگ رکھا ہو اگر پیٹ کو رانوں سے ملا دیا ہو تو سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا —— اسے علی بن موسیٰ قمی نے ذکر کیا ہے" اھ۔

فمحصل كلام الفتح عدم النقض فى السجود المشروع خارج الصلوٰة

تو کلامِ فتح القدیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ بیرونِ نماز سجدۂ مشروع میں سونے سے وضو نہ ٹوٹے گا

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۵

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱/۴۳

بشرط الهيأة ويؤمي بطرف خفي بفحوى الخطاب الى الاطلاق في سجود الصلوٰة فمرجعه ان كان فالقول الثالث لاهذا الرابع الذي اختاره في البحر تبعا للخلاصة۔

بشرطیکہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو۔ اور مضمون کلام سے خفی طور پر یہ اشارہ بھی دے رہے ہیں کہ سجدۂ نماز میں سونے سے مطلقاً وضو نہ ٹوٹے گا— تو کلامِ فتح کا مرجع اگر ہے تو قولِ سوم ہے یہ قولِ چہارم نہیں جسے صاحبِ بحر نے خلاصہ کی تبعیت میں اختیار کیا ہے۔

بل اقول ان كان الفتح انما زاد لفظة خارج الصلوٰة لان كلام الامام علي بن موسى القمي انما كان فيه ان لا رواية فيه عن اصحابنا بخلاف سجود الصلوٰة فان الرواية فيه مستفيضة لاتنكر فاحب الفتح ان يأتي بكلامه على نحوه فيبطل الفحوى ويلتئم مفاده بمفاد متنه الهداية وهو القول الاول كما ستعلم ان شاء الله تعالٰى بل هو المراد قطعا لايجوز حمل كلامه على غيره لتصريحه بالتفرقة في سجود الصلوٰة بين المتجافي وغيره كما سيأتي ان شاء الله تعالٰى هذا۔

بل اقول (بلکہ میں کہتا ہوں) اگر فتح القدیر میں لفظ "خارج الصلوٰۃ" کا اضافہ اس لئے ہے کہ امام علی بن موسیٰ قمی کا کلام اسی سے متعلق تھا کہ اس میں ہمارے اصحاب سے کوئی روایت نہیں بخلاف سجدۂ نماز کے، کہ اس میں روایت مشہور، ناقابلِ انکار ہے تو صاحبِ فتح نے یہ چاہا کہ ان کا کلام ان ہی کے طور پر لائیں جب تو مضمون کلام کا مفاد باطل اور کلامِ فتح کا مفاد، اپنے متن ہدایہ کے مفاد کے مطابق ہو جائے گا۔ اور وہ قولِ اول ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ — بلکہ قطعاً یہی مراد ہے — اس کلام کو کسی اور قول پر محمول کرنا روا ہی نہیں، اس لئے کہ انہوں نے سجدۂ نماز میں کروٹ جدا رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان فرق کیا ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ بات تمام ہوئی۔

وفي الغنية بعد ما مر عنه في القول الثالث نقل كلام الخلاصة

اور قولِ سوم میں غنیہ کی جو عبارت گزری اس کے بعد اس میں خلاصہ کی عبارت نقل کی ہے

ف: تطفل ثالث علیہ

ثم قال فتخصیص اختلافھم بسجدۃ الشکر فحسب وھی غیر مسنونۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ مع التصریح بکونہ علٰی وجہ السنۃ اولا دلیل علی عدم النقض اجماعًا فی غیرھا سواء کان علٰی وجہ السنۃ اولا وکأن وجہہ اطلاق لفظ ساجدا فی الحدیث فیترک بہ القیاس فیما ھو سجود شرعا فیتناول سجود الصلٰوۃ والسھو والتلاوۃ وکذا الشکر عندھما ویبقی ماعداہ علی القیاس فینقض ان لم یکن علٰی وجہ السنۃ لتمام الاستر خاء مع عدم تمکن المقعدۃ ولاینقض ان کان علی ھیأۃ السنۃ لعدم نھایۃ الاسترخاء لالانہ سجود داخل تحت اطلاق الحدیث واللہ الموفق[1] اھ۔

پھر لکھا ہے : تو صرف سجدۂ شکر سے متعلق ان کے اختلاف کو خاص بتانا ــــ سجدۂ شکر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک مسنون نہیں ــ ساتھ ہی اس بات کی صراحت ہونا کہ وہ سجدہ بطریق سنت ہو یا نہ ہو اس پر دلیل ہے کہ سجدۂ شکر کے علاوہ میں اجماعًا وضو نہ ٹوٹے گا خواہ بطریق سنّت ہو یا نہ ہو ــــ غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں لفظ "ساجدًا" مطلق آیا ہے تو اس کی وجہ سے قیاس اس میں ترک کردیا جائے گا جو سجود شرعی ہے تو یہ سجدۂ نماز سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت کو شامل ہوگا، اسی طرح صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر کو بھی ــــ اور ان کے ماسوا سجدہ قیاس پر باقی رہے گا تو اس میں وضو ٹوٹ جائے گا اگر بطریق سنت نہ ہو ــ اس لئے کہ ڈھیلاپن کامل ہوگا اور مقعد کا زمین پر استقرار بھی نہیں اور بطریق سنت ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انتہائی ڈھیلاپن نہ ہوگا۔ یہ وجہ نہیں کہ وہ بھی ایسا سجدہ ہے جو اطلاق حدیث کے تحت داخل ہے واللہ الموفق اھ۔

اقول وھذا منہ رحمہ اللہ تعالٰی ابداء وجہ لذلك القول لااعتماد لہ الاتری انہ لما لخص شرحہ ھذا جزم بالنقض فی غیر ھیأۃ السنۃ ولو فی الصلٰوۃ

اقول یہ صاحب غنیہ شیخ حلبی رحمہ اللہ تعالٰی نے اس قول کی ایک وجہ ظاہر کردی ہے یہ نہیں کہ ان کا اسی پر اعتماد ہے ــــ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی اس شرح کی تلخیص کی تو اس میں اس بات پر جزم کیا کہ اگر سجدہ خلاف سنت طور پر

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۹

وجعله المعتمد واحال تمام تحقيقه على الشرح كما تقدم فلو اراد هنا الاعتماد لكانت الحوالة غير ناجحة بل حوالة على المخالف ثم لما صنف متن الملتقى لم يلتفت ايضا الى هذا التفصيل وتبع سائر المتون فى الاطلاق ثم لما شرح متنه صرح ان الاطلاق هو المعتمد كما سيأتى ان شاء الله تعالٰى۔

ہے تو اس میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ نماز ہی میں ہو۔ اسی کو معتمد بھی قرار دیا اور اس کی کامل تحقیق کے لئے اپنی شرح (حلیہ) کا حوالہ دیا جیسا کہ اس کی عبارت گزری — تو اگر یہاں قولِ مذکور کی وجہ بیان کرنے سے اس پر اعتماد مراد ہو تو اس کا حوالہ نہ چل سکے گا بلکہ مخالف حوالہ ہوگا۔ پھر جب متن ملتقی تصنیف کیا اس وقت بھی اس تفصیل پر التفات نہ کیا اور اطلاق میں دیگر متون کا اتباع کیا پھر جب اس متن کی شرح فرمائی تو تصریح بھی کر دی کہ اطلاق ہی معتمد ہے، جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔

الثانية فى استخراج القول الراجح من هذه الاقاويل۔

افادہ ثانیہ ۲: ان اقوال میں سے قول راجح کے استخراج کے بارے میں۔

اقول القول الاول عليه المعول وهو الصحيح وله الترجيح وذلك لاربعة وجوه:

اقول قولِ اول ہی پر اعتماد ہے — وہی صحیح ہے — اسی کو ترجیح ہے — اور اس کی **چار وجہیں** ہیں:

الاول عليه الاكثر كما يظهر لك مما مرّ ويأتى والقاعدة العمل بما عليه الاكثر كما نقلت عليه نصوصا كثيرة فى فتاواى۔

وجہ اول اسی پر اکثر ہیں جیسا کہ گزشتہ و آئندہ صفحات سے ظاہر ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ عمل اسی پر ہو جس پر اکثر ہوں۔ جیسا کہ اس پر میں اپنے فتاوٰی میں کثیر نصوص نقل کر چکا ہوں۔

الثانى عليه تظافرت المتون وليس لها الى غيره ركون ولاطباقها شان من اعظم الشيون فانها

وجہ دوم اسی پر متون ہم نوا و متفق ہیں کسی اور قول کی طرف ان کا جھکاؤ بھی نہیں — اور اتفاق متون کی شان بہت عظیم ہے اس لئے

ف: القاعدة العمل بما عليه الاكثر۔

---

۱ ردالمحتار باب صلٰوۃ المریض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۱۰

الموضوعۃ لنقل المذہب المعروف وذلك انها من عند اخرها لم تجنح الى تفرقۃ فی هذا بین الصلوٰۃ وغیرها انما ترسل الحکم ارسالا۔

قال فی الکتاب والنوم مضطجعا او متکئا او مستندا[1] اھ ومثلہ فی البدایۃ وقال فی الوقایۃ ونوم مضطجع ومتکئ او مستند الی ما لو ازیل لسقط لا غیر[2] اھ وفی النقایۃ ونوم متکئ الی ما لو ازیل لسقط[3] اھ وفی کنز الدقائق ونوم مضطجع ومتورك[4] اھ وفی الاصلاح ونوم متکئ[5] اھ وفی ملتقی الابحر ونوم مضطجع او متکئ باحد ورکیہ او مستند الی ما لو ازیل لسقط لا نوم قائم او قاعد او راکع او ساجد[6] اھ

کہ متون مذہب محفوظ کی نقل ہی کے لئے وضع ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ شروع سے آخر تک تمام ہی متون اس بارے میں نماز اور غیر نماز کی تفریق کی طرف مائل نہیں۔ حکم صرف مطلق بیان کرتے ہیں۔

کتاب میں ہے: کروٹ لیٹ کر، یا تکیہ لگاکر، یا ٹیک لگاکر سونا اھ۔ اسی کے مثل بدایہ میں بھی ہے۔ اور وقایہ میں ہے: اس کی نیند جو کروٹ لینے والا، یا تکیہ لگانے والا، یا ایسی چیز کی طرف ٹیک لگانے والا ہے جو ہٹادی جائے تو یہ گرجائے کوئی اور نیند نہیں اھ۔ نقایہ میں ہے: اس چیز کی طرف تکیہ لگانے والے کی نیند جو ہٹادی جائے تو یہ گرجائے اھ۔ کنز الدقائق میں ہے: کروٹ لیٹنے والے اور سرین پر بیٹھ کر سونے والے کی نیند اھ۔ اصلاح میں ہے: تکیہ لگانے والے کی نیند اھ۔ ملتقی الابحر میں ہے: اس کی نیند جو کروٹ لینے والا، یا ایک سرین پر سہارا لینے والا، یا ایسی چیز کی طرف ٹیک لگانے والا ہو جو ہٹادی جائے تو یہ گرجائے قیام یا قعود یا رکوع یا سجود والے کی نیند نہیں اھ۔

---

[1] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

[2] الوقایۃ (شرح الوقایۃ) کتاب الطہارۃ النوم والاغماء الخ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۶۷

[3] النقایۃ (مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ) کتاب الطہارۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۴

[4] کنز الدقائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸

[5] الاصلاح والایضاح

[6] ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ المعانی الناقضۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۱۹

34 وفی الغرر ونوم یزیل مسکتہ و الا فلا وان تعمد فی الصلٰوۃ[1]، وفی التنویر ونوم یزیل مسکتہ و الالا[2] اھ، وفی نور الایضاح و نوم لم تتمکن فیہ المقعدۃ من الارض لانوم متمکن ولو مستند الی شیئ لو ازیل سقط و مصل و لو راکعا او ساجدا علی جہۃ السنۃ[3] اھ ملتقطا۔

اقول ومن[ف] عاشر تلک العرائس النفائس اعنی المتون و عرف طرزھا فی رمزھا بالحواجب و العیون و ایقن انھا انما ترمی عن قوس واحدۃ وھی ادارۃ الحکم علی ماھو المناط المحقق الثابت بالنقل والعقل اعنی زوال المسکۃ وعدم تمکن الورکین۔

وقد انقسمت فی بیان ذٰلک علی قسمین: قسم مشوا علی عادتھم الشریفۃ من سذاجۃ البیان

غرر میں ہے: ایسی نیند جو بندش ختم کردے اگر ایسی نہ ہو تو نہیں اگرچہ نماز میں اس کا قصد بھی کرے اھ۔ تنویر میں ہے: وہ نیند جو اس کی بندش ختم کردے ورنہ نہیں اھ ____ نور الایضاح میں ہے: ایسی نیند جس میں مقعد کا زمین پر قرار نہ ہو، قرار والے کی نیند نہیں اگرچہ کسی ایسی چیز کی طرف ٹیک لگائے ہو جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اور نماز پڑھنے والے کی نیند نہیں اگرچہ وہ رکوع میں یا سنت طریقے پر سجدے میں ہو، اھ ملتقطا۔

اقول جسے ان نفیس عروسوں ____ یعنی متون ____ کی رفاقت و معاشرت میسر ہوا، چشم و ابرو سے ان کے اشارہ کے انداز سے آشنا ہو وہ یقین کرے گا کہ یہ سب ایک ہی کمان سے نشانہ لگا رہے ہیں وہ یہ کہ حکم کو اسی پر دائر رکھنا چاہتے ہیں جو تحقیقی طور پر نقل و عقل سے ثابت شدہ مدار ہے یعنی بندش کا ختم ہو جانا اور دونوں سرین کو جماؤ نہ ملنا۔

مصنفین اس کے بیان میں **دو قسموں** پر منقسم ہیں: **ایک قسم** ان حضرات کی ہے جو اپنی اسی عمدہ روش پر ہیں کہ بیان میں سادگی ہو،

ف: عادۃ الاوائل السذاجۃ فی البیان وعدم التدقیق فی العبارات۔

---

[1] درر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۵
[2] الدر المختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶
[3] نور الایضاح فصل عشرۃ اشیاء الخ مطبع علیمی لاہور ص ۹

وعدم الدقة فی العبارات والدلالة بشیئ علٰی نظیرہ عن من عرف المناط وھم الاولون وھذا ما قال فی النھر کما نقلہ السید ابوالسعود ان المراد من الاضطجاع ما یوجب زوال المسکۃ بزوال المقعدۃ عن الارض[1] اھ، وما قال فی البحر بعد نقلہ فروعا فیھا النقض مع عدم حقیقۃ الاضطجاع والتورک المقتصر علیھما فی الکنز وفی ھذہ المواضع التی یکون فیھا حدثا فھو بمعنی التورک فلم تخرج عن کلام المصنف[2] اھ۔

عبارتوں میں تدقیق کا تکلف نہ ہو، اور ایک چیز کو ذکر کرکے آشنائے مناط کے لئے اس کی نظیر پر رہنمائی کردی جائے ۔ یہ حضرات متقدمین ہیں ۔ اسی کو نہر میں بتایا ہے ۔ جیسا کہ سید ابوالسعود نے اس سے نقل کیا ہے ۔ کہ کروٹ لیٹنے سے مراد وہ نیند جس میں زمین سے مقعد الگ ہونے کی وجہ سے بندش ختم ہوجائے اھ ۔ اور یہی بحر میں بھی ہے ۔ اس میں پہلے چند جزئیات نقل کئے پھر فرمایا : ان سب میں وضو ٹوٹنے کا حکم ہے باوجودیکہ حقیقت اضطجاع و تورک نہیں جب کہ کنز میں ان ہی دونوں پر اکتفا ہے ۔ ان مقامات میں جہاں نیند حدث ہوتی ہے وہ تورک (ایک سرین پر ٹیک لگا کر سونے) کے معنٰی میں ہے تو یہ صورتیں کلام مصنف سے باہر نہیں اھ۔

اقول[ف] وکان الامام القدوری احب التصریح بالمضطجع لورودہ خصوصا فی الحدیث المروی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما بالفاظ عدیدۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

اقول اور امام قدوری نے کروٹ لیٹنے والے کی تصریح شاید اس لئے پسند فرمائی کہ خاص طور سے اس حدیث میں وارد ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بالفاظ متعددہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی اس کا ذکر ہوگا ۔

ف: منازع اختلاف عبارات العلماء مع کون المقصود واحدا۔

[1] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۷
النہر الفائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶
[2] البحر الرائق کتاب الطہارات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

وبالمستند لمكان الخلف فيه كما علمت وتبعه في الهداية والملتقى والا فالمتكئ يعمهما ويعم المستلقي والمنبطح والمتورك ونظراءهم جميعا ولذا اقتصر عليه في النقاية وزاد الى ما لو ازيل لاختياره ذٰلك القول۔

اور ٹیک لگانے والے کی صراحت اس لئے پسند فرمائی کہ اس میں اختلاف ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور ہدایہ وملتقی میں ان ہی کی پیروی کی ورنہ لفظ متکی (تکیہ لگانے والا) ان دونوں کو شامل ہے اور چت لیٹنے والے، چہرے کے بل لیٹنے والے سرین پر ٹیک لگانے والے اور ان کے امثال سب کو شامل ہے — اسی لئے نقایہ میں اسی پر اکتفا کی اور یہ بڑھا دیا کہ ایسی چیز کی طرف ہو جو ہٹا دی جائے تو گر جائے کیونکہ ان کا مختار یہی قول ہے۔

والعلامة ابن كمال لما مشى على ظاهر الرواية المعتمدة ان الاستناد الى ما لو ازيل لسقط ايضا لا ينقض الا بمزايلة المقعد اقتصر على لفظ المتكئ فحسب. والكنز اقام مقامه المتورك ومحصلهما واحد وبدأ بالمضطجع تبركا بالمنصوص وترك المستند الخ تعويلا على المذهب فهٰذه منازعهم رحمهم الله تعالٰى في اختلاف عباراتهم وانما مقصودهم جميعا هو النوم المزيل للمسكة فكما ان الحديث حصر الحكم في المضطجع وليس معناه القصر على من نام على جنبه فالنائم

اور علامہ ابن کمال پاشا چونکہ ظاہر روایتِ معتمدہ پر گامزن ہیں کہ ایسی چیز جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اس سے ٹیک لگانا بھی ناقض اسی وقت ہے جب مقعد ہٹ جائے اس لئے انھوں نے صرف لفظ متکی پر اکتفا کی۔ اور کنز میں اس کی جگہ لفظ متورک رکھ دیا حاصل دونوں کا ایک ہی ہے — اور کنز نے منصوص سے تبرک کے لئے مضطجع سے ابتدا کی اور مستند الخ ترک کر دیا کیونکہ ان کا اعتماد ظاہر مذہب پر ہے — تو اختلاف عبارات میں ان حضرات رحمہم اللہ تعالٰی کی بنیادیں یہی ہیں مقصود سبھی حضرات کا وہ نیند ہے جو بندش ختم کر دینے والی ہے — جیسے حدیث ہی کو دیکھئے کہ اس میں حکم کروٹ لیٹنے والے کے بارے میں منحصر ہے مگر اس کا معنی یہ نہیں کہ حکم اسی پر محدود رہے گا جو کروٹ پر لیٹا ہو کیونکہ

على وجهه وقفاه مثله قطعا وانما المقصود التنبيه على صورة زوال المسكة كما دل عليه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله[1] فكذلك هولاء الكرام اقتفاء بالحديث كما ارشد اليه البحر والنهر۔

چہرے کے بل اور گُدّی پر یعنی چت لیٹنے والے بھی قطعاً اسی کے مثل ہیں، مقصود صرف اس صورت کی رہ نمائی ہے جس میں بندش کھل جاتی ہے جیسا کہ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی دلالت کر رہا ہے: "کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے"۔ تو حدیث پاک کی اقتدا میں ان بزرگ حضرات کی بھی روش ہے جیسا کہ بحر و نہر نے اس طرف رہ نمائی کی۔

وقسم اخراحب الضبط فاتى بالجامع المانع وهم الأخرون وقد وتهم العلامة مولى خسرو فلتضلعه من العلوم العقلية ايضا تعود بالتدقيق و تبعه المولى الغزى والشرنبلالى۔

دُوسری قسم ان حضرات کی ہے جنھوں نے ضبط اور ساری صورتوں کا احاطہ پسند کیا تو جامع مانع الفاظ لے آئے۔ یہ حضرات متاخرین ہیں۔ اور ان کے پیشوا علامہ ملّا خسرو ہیں۔ وہ چونکہ علومِ عقلیہ میں بھی تبحر رکھتے ہیں اس لئے تدقیق کے عادی ہیں۔ اور علامہ غزّی و علامہ شرنبلالی ان کے پس رَو ہیں۔

واعلى الله مقامات مولٰنا صاحب الهداية فى دار السلام فاوجز لفظة كشف الظلام و جلا الاوهام اذ قال بخلاف (النوم) حالة القيام والقعود والركوع والسجود فى الصلٰوة وغيرها هو الصحيح لان بعض الاستمساك باق اذ لو زال اسقط فلم يتم الاسترخاء[2] اھ۔

اور خدا صاحبِ ہدایہ کے درجات بلند فرمائے کہ مختصر ترین الفاظ میں انھوں نے تاریکی کا پردہ چاک کر دیا اور اوہام دُور کر دئے۔ ان کی عبارت یہ ہے: "بخلاف اس نیند کے جو قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں ہو نماز میں بھی اور بیرونِ نماز بھی۔ یہی صحیح ہے اس لئے کہ ان حالتوں میں کچھ بندش باقی ہوتی ہے کیونکہ اگر ختم ہو جاتی تو گر پڑتا تو استرخا کامل نہ ہوا"۔ اھ۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارت باب ما جاء فی الوضوء من النوم حدیث ۷۷ دار الفکر بیروت ۱/۱۳۵

[2] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

فقد افاد ببقاء الاستمساك و
بعد م السقوط ان المراد هو السجود
كالمسنون اذ لولاه بل الصق بطنه
بفخذيه وافترش ذراعيه و
فهو السقوط عينا واى بقاء بعده
لاستمساك كما تقدم عن
الغنية وصرح بان الصلوٰة
وغيرها سواء فى الحكم وان كان
الاستمساك باقيا لم ينقض ولو خارج
الصلوٰة والا نقض ولو فيها وهذا هو
القول الاول۔

وكذلك افصح عنه فى الدرر
حيث قال (والا) بان كان حال
القيام او القعود او الركوع او السجود
اذا رفع بطنه عن فخذيه و
ابعد عضديه عن جنبيه
(فلا وان تعمد فى الصلوٰة) اھ،
وعليه حط كلام الامام حافظ
الدين النسفى كما تقدم وحوله تدور
الحلية فيما اسلفنا من نصوصها فانه
من اوله لأخره انما بنى الامر
على وجود نهاية الاسترخاء و
عدمها وختم مسائل النوم فى الصلوٰة

بندش باقی رہنے اور ساقط نہ ہونے سے
افادہ فرمایا کہ مقصود وہ سجدہ ہے جو مسنون طریقے
پر ہو۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو بلکہ پیٹ رانوں
سے ملادے اور کلائیاں بچھادے تو یہ بعینہ
ساقط ہوجانا ہے۔ اور اس کے بعد پھر کون سی
بندش باقی رہ جائے گی۔ جیسا کہ غنیہ کے حوالے سے
گزرا ـــ اور صاحب ہدایہ نے یہ تصریح فرمادی
کہ نماز اور غیر نماز اس حکم میں برابر ہیں۔ اگر بندش
باقی ہے تو ناقض نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو، ورنہ
ناقض ہے اگرچہ اندرونِ نماز ہو ـــ اور یہ وہی
پہلا قول ہے۔

اسی طرح درر شرح غرر میں بھی اس کو
صاف بتایا، اس کے الفاظ یہ ہیں: (اور اگر
ایسا نہیں) اس طرح کہ قیام یا قعود یا رکوع کی
حالت ہے یا سجدہ کی حالت ہے جب کہ پیٹ
رانوں سے اوپر اور بازو کروٹوں سے دور رکھے
(تو ناقض نہیں اگرچہ نماز میں قصداً سو جائے) اھ۔
امام حافظ الدین نسفی کے کلام کا مورد بھی یہی ہے
جیسا کہ گزرا ـــ اسی کے گرد حلیہ کی بھی وہ عبارتیں
گردش کررہی ہیں جو ہم سابقہ صفحات میں نقل
کرآئے ہیں ـــ کیوں کہ صاحب حلیہ نے شروع
سے آخر تک بنائے کار کمالِ استرخا موجود و معلوم
ہونے پر رکھی ہے اور اندرونِ نماز نیند کے مسائل

---

[1] درر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء میر محمد کتب خانہ کراچی ١/١٥

بقوله والعلة المعقولة زوال المسكة كما مر۔

ان الفاظ پر ختم کیا ہے: اور عقلی علت بندش کا کھل جانا ہے جیسا کہ یہ عبارت گزر چکی ہے۔

الثالث له صريح التصحيح

كما اسلفنا عن المنحة عن النهر عن عقد الفرائد عن المحيط انه الصحيح وعن الصغيرى انه المعتمد وقال العلامة الطحطاوى فى حاشية الدر نقلا عن منح الغفار شرح تنوير الابصار للمصنف انه قال فى الملتقى وشرحه للمؤلف لاينقض نوم قائم او قاعد او راكع او ساجد على هيأة السجود المعتبرة شرعا فى الصلوٰة او خارجها على المعتمد[1] اھ۔

وجہ سوم صریح تصحیح اسی قول کی ہے۔

جیسا کہ منحۃ الخالق سے، اس میں نہر سے، اس میں عقد الفرائد سے، اس میں محیط سے نقل گزری کہ "یہی صحیح ہے" ۔ اور صغیری کا حوالہ گزرا کہ "وہی معتمد ہے" ۔ اور علامہ طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں منح الغفار شرح تنویر الابصار (از مصنف تنویر) کے حوالے سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: ملتقی اور اس کے مولف کی شرح میں ہے کہ: ناقض وضو نہیں اس کی نیند جو حالت قیام میں ہو یا قعود یا رکوع کی حالت میں ہو یا سجدہ کی حالت میں سجدہ کی شرعاً معتبر ہیأت پر ہو نماز میں یا بیرون نماز، بر قول معتمد اھ۔

والاقوال الباقية لو ارشيئا منها ذيل بتصحيح صريح وانما علينا اتباع مارجحوه وماصححوه كما لو افتونا فى حياتهم۔

باقی اقوال میں سے کسی کے ذیل میں صریح تصحیح میں نے نہ دیکھی۔ اور ہمارے ذمہ اسی کا اتباع ہے جسے ان حضرات نے راجح وصحیح قرار دیا جیسے اگر وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوٰی دیتے تو ہم ان کا اتباع کرتے۔

اما قول البحر المار فى القول الرابع بعد ذكره كلام البدائع وصرح الزيلعى بانه الاصح[2]

رہی عبارت بحر جو قول چہارم میں گزری کہ صاحب بحر نے بدائع کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی اصح ہے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۱ و ۸۲

[2] البحر الرائق " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

فاقول قد اسمعناك نصه تحت القول الثالث وتصحيحه لايمس بعدم اشتراط الهيأة فی الصلوٰة انما ذكره فی عدم الانتقاض خارج الصلوٰة اذا كان علی الهيأة نفيا لقول ابن شجاع فهو تصحيح لاحد جزئی القول الاول كقول البدائع وهو اقرب الی الصواب فانه ايضا راجع الی ذلك التفصيل الذی ذكره القمی فی السجود خارج الصلوٰة كما فی الحلية۔

فاقول ہم امام زیلعی کی پوری عبارت قول سوم کے تحت پیش کر آئے ہیں۔ ان کی تصحیح کو اندرونِ نماز مسنون ہیأت کی شرط نہ ہونے سے کوئی مس نہیں۔ انھوں نے تو قول ابن شجاع کی تردید کے لئے، بیرونِ نماز مسنون ہیأت پر ہونے کی صورت میں عدمِ نقض سے متعلق یہ تصحیح ذکر کی ہے۔ (قولِ اوّل کے دو جز ہیں ایک یہ کہ اگر مسنون ہیأت پہ ہے تو ناقض نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو۔ دوسرا یہ کہ مسنون ہیأت کے برخلاف ہے تو ناقض ہے اگرچہ نماز میں ہو ۱۲) تو یہ قول اول کے جزء اول کی تصحیح ہے جیسے بدائع کی عبارت "وھو اقرب الی الصواب" (وہ درستی سے قریب تر ہے) کیونکہ وہ بھی اسی تفصیل کی طرف راجع ہے جو امام قمی نے بیرون نماز سجدہ سے متعلق ذکر کی۔ جیسا کہ حلیہ میں ہے۔

وذلك ان القول الاول يشتمل علی دعويين احدٰهما النقض عند عدم الهيأة ولو فی الصلوٰة وسائر الاقوال تخالفه فی مابعد لو والاخرٰی عدم النقض مع الهيأة المسنونة ولو خارج الصلوٰة والقول الثالث يوافقه فيها اصلا ووصلا والتصحيح فيه انما ورد علی هذا الجزء الموافق

تفصیل یہ ہے کہ قول اول دو دعووں پر مشتمل ہے ایک یہ کہ مسنون ہیأت نہ ہونے کی صورت میں نیند ناقض ہے اگرچہ نماز میں ہو باقی تینوں قول "اگرچہ" کے مابعد میں قول اول کے مخالف ہیں (تینوں میں یہ قدر مشترک ہے کہ نماز میں مطلقاً نقضِ وضو نہیں اگرچہ مسنون ہیأت نہ ہو ۱۲ م) دوسرا دعوٰی یہ ہے کہ مسنون ہیأت ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا اگرچہ بیرون نماز ہو ــــ قول سوم اس دعوے میں اصل اور وصل (بشرطِ ہیأت وضو نہ ٹوٹنا ــــ اور اگرچہ

دون المخالف وكذلك لما سبق الى ذهن العلامة عمر بن نجيم ان شيخه و اخاه رحمهما الله تعالى يدعى تصحيح الزيلعي للجزء المخالف نسبه للسهو وعقبه بتصحيح المحيط.

بیرونِ نماز) دونوں امر میں قول اول کے موافق ہے اور قول سوم کے اندر تصحیح اسی جزء موافق پروارد ہے جزء مخالف پر نہیں ــ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر رحمہ اللہ تعالٰی کا ذہن اس طرف چلا گیا کہ ان کے شیخ اور برادر صاحب بحر رحمہ اللہ تعالٰی جزء مخالف میں تصحیح زیلعی کے مدعی ہیں تو اسے صاحب بحر کا سہو قرار دیا اور اس کے بعد محیط کی تصحیح پیش کی۔

قال ط في النهر ما في البحر من تصحيح الزيلعي لهذا فهو سهو بل في عقد الفرائد انما لا يفسد الوضوء نوم الساجد في الصلوة اذا كان على الهيأة المسنونة قيد به في المحيط وهو الصحيح[1] اھ. ثم رأيت العلامة الشامي في منحة الخالق حاول جواب النهر فنحا نحو ما نحوت ثم زلت قدم القلم حيث قال قول الشارح و صرح الزيلعي بانه الاصح الضمير المنصوب فيه يعود الى قوله ان كان خارجها فكذلك الا في

طحطاوی صاحب نہر سے ناقل ہیں، وہ فرماتے ہیں: "بحر میں اس پر جو تصحیح زیلعی مذکور ہے وہ سہو ہے بلکہ عقد الفرائد میں ہے کہ اندرونِ نماز سجدہ کرنے والے کی نیند وضو کو فاسد نہیں کرتی بشرطے کہ سجدہ مسنون ہیأت پر ہو۔ یہ قید محیط میں بیان کی ہے اور یہی صحیح ہے" اھ۔
پھر میں نے دیکھا کہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں صاحب نہر کا جواب دینا چاہا تو اسی راہ پر چلے جس پر میں چلا پھر قلم لغزش کھا گیا ان کی پوری عبارت (ہلالین میں نقد و تبصرہ کے ساتھ ۱۲م) ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: "شارح کے الفاظ "اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ وہی اصح ہے"۔ اس میں ضمیر ان کے قول "وان کان خارجها فكذلك الا في السجود الخ" (اگر بیرونِ نماز ہو تو بھی ایسا ہی ہے مگر سجدہ میں اس کے لئے مسنون

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۱

السجود[1] الخ۔

(فهذا نحو ما ذكرته ان التصحيح منسحب على عدم النقض خارج الصلوٰة ايضا اذا كان على هيأة السنة ثم قال) خلاف ما يوهمه ظاهر العبارة من انه راجع الى قوله وهذا هو القياس اذ هو اقرب[2] (اقول لا[ف1] هو متبادر من العبارة ولا[ف2] هو مفهوم النهر ولا[ف3] هو اقرب بل الاقرب قوله الا انا تركناه فيها بالنص وهذا ما فهم في النهر ولذا عارضه بتصحيح المحيط قال في المنحة) والاحسن ارجاعه الى قوله كذا في البدائع لان ما في البدائع من التفصيل هو ما ذكره الزيلعي (اقول الذي[ف4] حط عليه كلام البدائع التفصيل

ہیأت پر ہونا شرط ہے) کی طرف راجع ہے۔

(یہ وہی بات ہے جو میں نے بتائی کہ تصحیح اس پر منحصر ہے کہ بیرونِ نماز بھی ناقض نہیں جب کہ بطریق سنّت ہو آگے لکھتے ہیں:) بخلاف اس کے جس کا ظاہر عبارت سے وہم ہوتا ہے کہ وہ تصحیح ان کے قول "وھذا ھو القیاس — نماز میں بھی قیاس یہی ہے کہ ہیأت کی شرط ہو مگر ہم نے نماز میں نص کی وجہ سے اسے ترک کر دیا ایسا ہی بدائع میں ہے" کی طرف راجع ہے اس لئے کہ یہ مرجع قریب تر ہے۔ (اقول نہ یہ عبارت سے متبادر ہے، نہ ہی یہ نہر کا مفہوم ہے اور نہ ہی یہ اقرب ہے، بلکہ اقرب تو ان کا یہ قول ہے کہ مگر ہم نے نماز میں نص کی وجہ سے اسے ترک کر دیا۔ یہی وہ ہے جسے صاحبِ نہر نے سمجھ لیا اور اس کے معارضہ میں محیط کی تصحیح پیش کی۔ آگے منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں:) "اور بہتر یہ ہے کہ ضمیر ان کے قول "کذا فی البدائع۔ ایسا ہی بدائع میں ہے" کی طرف راجع ہو۔ اس لئے کہ بدائع میں جو تفصیل ہے وہی امام زیلعی نے ذکر کی ہے۔" (اقول کلام بدائع کا مورد بیرونِ نماز

ف۱: معروضة على العلامة ش في المنحة

ف۲: معروضة اخرى عليه

ف۳: معروضة ثالثة عليه

ف۴: معروضة رابعة عليه

---

[1] منحة الخالق على البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

[2] " " " " " " " "

[3] " " " " " " " "

خارج الصلوۃ والاطلاق فی الصلوۃ فاذا رجع الضمیر الی قولہ کذا فی البدائع یوھم ایھاما جلیا ان کل ھذا التفصیل والاطلاق صححہ الزیلعی وحینئذ یرد ایراد النھر بحیث لامرد لہ فان التصحیح انما ذکرہ الزیلعی فی التفصیل دون الاطلاق فھو تسلیم للایراد لادفعہ وقد وقع ھذا الایھام بابین وجہ فی کلامکم حیث ذکرتم کلام البدائع ثم قلتم وصححہ الزیلعی ما فی البدائع فلولا ان ذکرتم ثم نص الزیلعی لاستحکم الایھام ورسخ فی ذھن من لم یراجع التبیین قال فی المنحۃ) ومما یؤید ان الضمیر لیس راجعا الی ما ھو القیاس قولہ الاٰتی مقتضی الاصح المتقدم الخ، وبہ سقط نسبۃ السھو الی المؤلف التی ذکرھا فی النھر[1] اھ۔

تفصیل اور اندرون نماز اطلاق پر ہے۔ تو جب ضمیر کذا فی البدائع کی طرف راجع ہوگی تو اس سے عیاں طور پر یہ وہم پیدا ہوگا کہ امام زیلعی نے اس تفصیل اور اطلاق سب کی تصحیح فرمائی ہے۔ ایسی صورت میں صاحبِ نہر کا اعتراض اور زیادہ قوی ہوجائے گا جس کا کوئی جواب نہ ہوگا اس لئے کہ امام زیلعی نے تصحیح صرف تفصیل سے متعلق ذکر کی ہے اطلاق سے متعلق نہیں۔ تو یہ مان کر آپ نے صاحبِ نہر کا جواب نہ دیا بلکہ ان کا اعتراض تسلیم کرلیا۔ اور یہ ایہام آپ کی عبارت میں بہت واضح طور سے واقع ہے اس لئے کہ آپ نے پہلے بدائع کا کلام ذکر کیا پھر فرمایا کہ "وصححہ الزیلعی ما فی البدائع" اور امام زیلعی نے اس کی تصحیح فرمائی ہے جو بدائع میں ہے"۔ اگر وہاں آپ نے امام زیلعی کی اصل عبارت نہ ذکر کردی ہوتی تو یہ ایہام مستحکم اور اس کے ذہن میں راسخ ہوجاتا جس نے خود تبیین الحقائق (للامام الزیلعی) کی مراجعت نہ کی ہو۔ آگے منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں : "ما ھو القیاس کی طرف راجع نہ ہونے کی تائید ان کی اگلی عبارت مقتضی الاصح المتقدم الخ سے بھی ہوتی ہے۔ اور اسی سے مؤلف کی جانب اس سہو کا انتساب ساقط ہوجاتا ہے جو نہر میں ذکر کیا ہے" اھ۔

ف: معروضۃ خاصۃ علیہ۔

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

اقول کل کلامہ رحمہ اللہ تعالٰی مبتن علی انہ فھم فھم النھر رجوع الضمیر الی ماھو القیاس وقد علمت انہ غیر الواقع الا تری الی قولہ بل فی عقد الفرائد ولو کان کما کما فھمتم لقال نعم فی عقد الفرائد لکن ف ارشد تم الی وجہ اخر شید مبانی ایراد النھر فان البحر ذکر بعدہ مسألۃ تعمد النوم فی الصلٰوۃ وان ابا یوسف یقول فیہ بالنقض والمختار لاوان قاضی خان فصل فجعلہ ناقضا فی السجود دون الرکوع وان المحقق فی الفتح حملہ علی سجود لم یتجاف فیہ ثم قال البحر وقد یقال مقتضی الاصح المتقدم ان لا ینتقض بالنوم فی السجود مطلقا[1] اھ ای سواء کان متجافیا اولا، فقد

اقول علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی کے سارے کلام کی بنیاد اس پر ہے کہ انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ صاحب نہر نے ضمیر کا مرجع ماھو القیاس کو سمجھا ہے اور یہ واضح ہو چکا کہ واقعہ ایسا نہیں — صاحب نہر کے الفاظ دیکھئے وہ لکھتے ہیں : بل فی عقد الفرائد (بلکہ عقد الفرائد میں ہے) (کہ اندرونِ نماز سجدہ کرنے والے کی نیند وضو کو فاسد نہیں کرتی بشرطے کہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو) اگران کے فہم میں وہ ہوتا جو اُن سے متعلق آپ نے سمجھا تو وہ یُوں کہتے : نعم فی عقد الفرائد (ہاں عقد الفرائد میں ایسا ہے) لیکن آپ نے تو ایک دوسرے ہی رخ کی رہنمائی فرمائی جس نے صاحب نہر کے اعتراض کی بنیادیں اور زیادہ مضبوط کردیں — اس لئے کہ صاحب بحر نے اس کے بعد نماز کے اندر قصداً سونے کا مسئلہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ امام ابو یوسف ایسی نیند کے ناقض وضو ہونے کے قائل ہیں — اور مختار یہ ہے کہ ناقض نہیں — اور یہ کہ امام قاضی خان نے تفصیل کی ہے انھوں نے اس نیند کو سجدے میں ناقض قرار دیا ہے اور رکوع میں نہیں — اور یہ کہ حضرت محقق نے فتح القدیر میں اسے ایسے سجدے پر محمول کیا ہے جس میں کروٹیں جُدا نہ ہوں — اس کے بعد صاحب بحر نے فرمایا ہے،

ف : معروضۃ سادسۃ علیہ۔

[1] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

عدم الفرق فی الصلٰوۃ وخارجھا[1]،
وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ انه المشھور[2]
وفیھا عن البدائع ان علیه العامۃ[3]
وفیھا عن التحفۃ انه الاصح[4]
وقال فی الھدایۃ ھو الصحیح[5]
وقال فی العنایۃ الذی صححه
ھو ظاھر الروایۃ وانما نسب العنایۃ
وکتب اُخر الفرق الی ابن شجاع
بل فی الحلیۃ عن الذخیرۃ
عن الامام ابی الحسین القدوری
انه قال فیما عن ابن شجاع انه
اذا نام خارج الصلٰوۃ علی
ھیأۃ الساجد ینقض وضوؤہ ھذا
قوله ولم یقل به احد
من اصحابنا[7] اھ وفی ھذا
ما یکفینا للخروج عن عھدته
وﷲ الحمد۔

درمیان عدم فرق کو ہی ظاہر مذہب قرار دیا ۔
حلیہ میں ذخیرہ سے نقل ہے کہ یہی مشہور ہے ۔
اسی میں بدائع کے حوالے سے ہے کہ اسی پر عامہ
علماء ہیں ۔ اسی میں تحفہ کے حوالے سے ہے کہ
وہی اصح ہے ۔ ہدایہ میں فرمایا ہے کہ وہی صحیح ہے ۔
عنایہ میں فرمایا کہ صاحب ہدایہ نے جسے صحیح کہا
وہی ظاہر الروایہ ہے ۔ عنایہ اور دوسری
کتابوں میں نماز و بیرون نماز کی تفریق ابن شجاع
کی جانب منسوب ہے ۔ بلکہ حلیہ میں ذخیرہ سے
اس میں امام ابو الحسین قدوری سے منقول ہے
کہ انھوں نے ابن شجاع سے مروی اس مسئلہ
سے متعلق کہ جب سجدہ کرنے والے کی ہیأت پر
بیرون نماز سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائیگا ۔
یہ فرمایا کہ یہ ابن شجاع کا اپنا قول ہے ہمارے
اصحاب میں سے کوئی اس کا قائل نہیں اھ ۔
اس تصریح میں اس قول سے ہماری سبکدوشی
کے لئے سب کچھ موجود ہے ۔ وﷲ الحمد ۔

---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارات الفصل الثالث فی نواقض الوضوء امام النوم مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۸
[2] ردالمحتار بحوالہ الذخیرۃ کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶
[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[4] " " " "
[5] الھدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰
[6] العنایۃ شرح الھدایۃ علی ہامش فتح القدیر " " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳
[7] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فاستبان ان القول الاول هو المحتفى بصريح التصحيح۔

تو یہ واضح و روشن ہوگیا کہ قولِ اوّل ہی صریح تصحیح سے بہرہ ور ہے۔

الرابع هو الاقوى من حيث الدليل۔

وجہ چہارم دلیل کے لحاظ سے بھی قولِ اوّل ہی زیادہ قوی ہے۔

اعلم انه اذ قد تحقق ان القول الاول عليه الاكثر وعليه المتون وله التصحيح ولو كان بعض هذه لساغ لمثلى ان يتكلم عن الدليل فكيف وقد اجتمعت۔

واضح ہو کہ جب یہ تحقیق ہوگئی کہ قولِ اوّل ہی پر اکثر ہیں — اسی پر متون ہیں — اسی کی تصحیح ہے — اور اگر ان باتوں میں سے ایک بھی ہوتی تو مجھ جیسے شخص کے لئے دلیل سے متعلق کلام کا جواز ہوجاتا — پھر جب یہ سب جمع ہیں تو مجھے یہ حق کیوں نہ ہوگا۔

فالأن اقول وبحول ربى احول اخرج الائمة احمد وابوداؤد والترمذى وابوبكر بن ابى شيبة فى مصنفه والطبرانى فى المعجم الكبير والدارقطنى والبيهقى فى سننهما من طريق ابى خالد يزيد بن عبد الرحمٰن الدالانى عن قتادة عن ابى العالية عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما انه رأى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نام وهو ساجد حتى غط او نفخ ثم قام يصلى فقلت يا رسول الله انك قد نمت قال ان الوضوء لا يجب الا على من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله هذا لفظ الترمذى۔[1]

تو اب میں کہتا ہوں اور اپنے رب ہی کی قدرت سے حرکت میں آتا ہوں۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں، طبرانی معجم کبیر میں، دارقطنی اور بیہقی اپنی اپنی سنن میں بطریق ابوخالد یزید بن عبد الرحمٰن دالانی — قتادہ سے — وہ ابو العالیہ سے — وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ، انہوں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے میں نیند آگئی یہاں تک کہ سونے میں دہن مبارک یا بینی مبارک کی آواز آئی پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو تو نیند آگئی تھی۔ فرمایا وضو واجب نہیں ہوتا مگر اسی پر جو کروٹ لیٹ کر سوجائے اس لئے کہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے۔ یہ ترمذی کے الفاظ ہیں۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب جاء فی الوضوء من النوم حدیث ۷۷ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۳۵

وفی لفظ لاحمد ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[1]، ولابی داؤد انما الوضوء علی من نام مضطجعا فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[2]، وللدارقطنی لاوضوء علی من نام قاعدا انما الوضوء علی من نام مضطجعا فان نام مضطجعا استرخت مفاصلہ[3] اھ وللبیہقی لایجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضع جنبہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[4]، وذکر المحقق فی الفتح حدیثا اخر عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ فیہ مہدی بن ہلال، واخر عن ابن عباس

امام احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو سجدے کی حالت میں سوجائے اس پر وضو نہیں یہاں تک کہ کروٹ لیٹے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: وضو اسی پر ہے جو کروٹ لیٹ کر سوجائے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے — دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں: اس پر وضو نہیں جو بیٹھا ہوا سوجائے، وضو اس پر ہے جو کروٹ لیٹ کر سوئے اس لئے کہ جو کروٹ لیٹ کر سوئے گا اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے — بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: اس پر وضو واجب نہیں جو بیٹھے بیٹھے، یا کھڑے کھڑے، یا سجدہ میں سوجائے یہاں تک کہ اپنی کروٹ (زمین پر) رکھ دے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑجائیں گے۔ اور حضرت محقق نے فتح القدیر میں ایک دوسری حدیث بروایت عمرو بن شعیب — عن ابیہ — عن جدہ ذکر کی ہے اس میں ایک راوی مہدی بن ہلال ہے۔ اور ایک حدیث بروایت حضرت

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۶

[2] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الوضوء من النوم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷

[3] سنن الدارقطنی باب فیما روی فیمن نام قاعدا الخ حدیث ۵۸۵ دار المعرفۃ بیروت ۱/۳۷۹

[4] السنن الکبرٰی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی نوم الساجد دار صادر بیروت ۱/۱۲۱

عن حذیفة بن الیمان رضی الله تعالٰی عنهم فیه بحر بن کنیز[عہ۱] السقاء ثم قال وانت اذا تأملت فیما اوردناه لم ینزل عندك الحدیث عن درجة الحسن[1] اھ، قال ف الغنیة لما تقرر ان ضعف الراوی اذا کان بسبب الغفلة دون الفسق یزول بالمتابعة و یعلم بها ان ذلك الحدیث مما اجاد فیه ولم یهم فیکون حسنا[2] اھ

ابن عباس حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ذکر کی ہے۔ اس میں ایک راوی بحر بن کنیز سقار ہے ___ پھر فرمایا ہے "ہم نے حدیث جن طرق سے نقل کی ہے ان میں غور کروگے تو حدیث تمہارے نزدیک درجہ حسن سے فروتر نہ ہوگی اھ ___ غنیہ میں فرمایا: "اس لئے کہ یہ طے شدہ ہے کہ راوی کا ضعف جب فسق کی وجہ سے نہ ہو غفلت کی وجہ سے ہو تو وہ متابعت سے دُور ہوجاتا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ راوی نے اس میں عمدگی برتی ہے اور وہم کا شکار نہ ہوا تو وہ حدیث حسن ہوجاتی ہے"۔ اھ

اقول اما[ف۱] ابن هلال فلا یصلح[ف۲] متابعا فقد کذبه یحیی بن سعید

اقول ابن ہلال تو متابعت کے قابل نہیں ___ یحیٰی بن سعید نے اسے کاذب کہا ___

ف۱: تطفل علی الفتح والغنیة۔

ف۲: طرح مهدی بن هلال۔

عہ۱ بنون وزای ووقع فی نسخ الفتح و الغنیة ونصب الرایة وغیرها المطبوعات کلها کثیر بثاء وراء وهو تصحیف۔

عہ۲ کان یسقی الحجاج فسمی السقاء ۱۲ منه۔

عہ۱ نون اور زا ہے۔ اور فتح، غنیہ، نصب الرایہ وغیرہا کے سبھی مطبوعہ نسخوں میں ثا اور را سے کثیر چھپا ہوا ہے، یہ تصحیف ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۲ یہ حاجیوں کو پانی پلاتے تھے اس لئے سقّار نام پڑ گیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۵

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی " " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸

[3] میزان الاعتدال ترجمہ مہدی بن ہلال ۸۸۲۷ دار المعرفۃ بیروت ۴/۱۹۶

وقال ابن معين يضع الحديث[1]، وقال ابن المديني كان يتهم بالكذب[2]، وقال الدارقطني وغيره متروك[3]

وأما ابن كنيز[ف1] فقال النسائي والدارقطني متروك[4]، وهو قضية قول ابن معين لايكتب حديثه[5]، لكن الحافظ في التقريب اقتصر على انه ضعيف تبعاً للبخاري وابي حاتم[6] فكان يجب اسقاط الاول وما كان كبير حاجة الى الآخر فان الحديث بنفسه لاينزل عن درجة الحسن على اصولنا ان شاء الله تعالى وكلام الاثريين ماش على اصولهم من رد المراسيل وعنعنة المدلسين مطلقا۔

واما الكلام في الدالاني[ف2] و

ابن معین نے کہا: وہ حدیث وضع کرتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا: متہم بالکذب تھا۔ دارقطنی اور ان کے علاوہ نے بھی کہا: متروک ہے۔

رہا ابن کنیز، تو اس کے بارے میں نسائی اور دارقطنی نے کہا: متروک ہے۔ یہی ابن معین کے قول "لایکتب حدیثہ" (اس کی حدیث نہ لکھی جائے) کا بھی تقاضا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں بہ تبعیت امام بخاری و ابوحاتم اسے ضعیف بتانے پر اکتفا کی۔ تو پہلی روایت (روایت ابن ہلال) کو ساقط کردینا واجب تھا اور دوسری (روایت ابن کنیز) کی بھی کوئی بڑی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ اصل حدیث ہمارے اصول کی رُو سے خود ہی درجہ حسن سے فروتر نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالٰی۔ اور محدثین کا کلام ان کے اپنے اصول پر جاری ہے کہ مرسل حدیثیں اور اہلِ تدلیس کا عنعنہ مطلقاً نامقبول ہے۔

رہا دالانی سے متعلق کلام اور

ف1: جرح بحر بن كنيز السقاء

ف2: تمشية يزيد بن عبد الرحمن الدالاني۔

---

1 و 2 و 3 میزان الاعتدال ترجمہ مھدی بن ہلال ۸۸۲۷ دار المعرفۃ بیروت ۴/۱۹۶

4 و 5 میزان الاعتدال ترجمہ بحر بن کنیز ۱۱۲۷ " " " ۱/۲۹۸

6 تقریب التہذیب " " " ۶۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۲۱

ماافحش فیه ابن حبان من القول کعادته فقال کثیر الخطاء فاحش الوھم لایجوز الاحتجاج به اذاوافق الثقات فکیف اذا تفرد عنھم بالمعضلات[1] فرد ودان البخاری قال فیه ابوخالد صدوق لکنه یھم بالشیئ[2] وقال احمد وابن معین والنسائی لاباس به[3] وقال ابوحاتم صدوق[4] وقال الذھبی فی المغنی مشھور حسن الحدیث[5]

ان سے متعلق ابن حبان نے حسب عادت جو سخت کلامی کی اور کہا: وہ کثیر الخطاء، فاحش الوہم ہے۔ جب ثقات کے موافق ہو تو اس سے استناد روا نہیں پھر معضلات میں جب ثقات سے متفرد ہو تو اس سے کیوں کر استدلال ہوگا ۔ تو یہ سب اس وجہ سے نامقبول ہے کہ امام بخاری نے ان کے بارے میں فرمایا: ابوخالد صدوق ہیں لیکن انھیں کچھ وہم ہوتا ہے ۔ امام احمد، ابن معین اور نسائی نے کہا: لاباس بہ (ان میں کوئی حرج نہیں) ابوحاتم نے کہا، صدوق (بہت راست باز) ہیں ۔ ذہبی نے مغنی میں کہا، مشہور حسن الحدیث ہیں۔

وماذکرابوداؤد عن شعبة ھھنا^ع

وہ کلام جو ابوداؤد نے یہاں امام شعبہ سے

ف: قالوا لم یسمع قتادة من ابی العالیة الا اربعة او ثلثة۔

ع ای فی باب الوضوء من النوم لاکما یتوھم من کلام الامام الزیلعی المخرج انه ذکرھھنا مایدل علی ان قتادة لم یسمع ھذا الحدیث من ابی العالیة ونقل کلام شعبة فی موضع اٰخر ۱۲ منه۔

ع یعنی نیند سے وضو کے باب میں ۔ ویسا نہیں جیسا کہ امام زیلعی مخرج حدیث (صاحب نصب الرایہ) کے کلام سے وہم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہاں وہ ذکر کیا جس سے پتا چلتا ہے کہ قتادہ نے یہ حدیث ابوالعالیہ سے نہ سنی ۔ اور امام شعبہ کا کلام ایک دوسرے مقام پر نقل کیا ۱۲ منہ۔ (ت)

---

[1] نصب الرایة بحوالہ ابن حبان کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور ۱/۹۲
[2] " " محمد بن اسمٰعیل " " " " " " " "
[3] " " احمد النسائی وابن معین " " " " " " " "
[4] میزان الاعتدال ترجمہ یزید بن عبدالرحمٰن ۹۷۲۲ دارالمعرفۃ بیروت ۴/۴۳۲
[5] المغنی فی الضعفاء " " " " " " دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۵۴۰

انہ لم یسمع قتادۃ عن ابی العالیۃ الا اربعۃ احادیث[علہ] وحکی[علہ] عن ابی داؤد نفسہ لم یسمع منہ الا ثلثۃ احادیث۔

نقل کیا کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں ۔ اور خود ابوداؤد ہی سے یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف تین حدیثیں سنی ہیں ۔

فاقول وتلك شکاۃ ظاھر عنك عارھا فلو سلم لشعبۃ و ابی داؤد شہادتہما علی النفی مع اضطراب اقوالھما

فاقول یہ ایسی شکایت ہے جس کا عار آپ ہی سے ظاہر ہے ۔ پہلی بات یہ ہے کہ قتادہ کے خلاف شعبہ اور ابوداؤد کی نفی سماع سے متعلق شہادت قابل تسلیم کیسے ہوگی جب کہ ان کے

علہ حدیث یونس بن متّٰی وحدیث ابن عمر فی الصلوۃ وحدیث القضاۃ ثلثۃ وحدیث ابن عباس حدثنی رجال مرضیون منھم عمر وارضاھم عندی عمر اھ ابوداؤد ۱۲ منہ۔

علہ (۱) حدیث یونس بن متّٰی (۲) حدیث ابن عمر دربارۂ نماز (۳) حدیث القضاۃ ثلثۃ (۴) حدیث ابن عباس ۔ مجھ سے پسندیدہ حضرات نے حدیث بیان کی جن میں عمر بھی ہیں ۔ اور ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمر ہی ہیں اھ ابوداؤد ۱۲ منہ (ت)

علہ الحاکی الامام الزیلعی المخرج انہ ذکرہ ابوداؤد فی کتاب السنۃ فی حدیث لاینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی **قلت** وراجعت ثلث نسخ من الکتاب فلم ارہ ذکر فی کتاب السنۃ شیئا من ھذا، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

علہ حکایت کرنے والے امام زیلعی مخرج حدیث ہیں کہ ابوداؤد نے یہ بات کتاب السنۃ میں ذکر کی ہے اس حدیث کے تحت کہ کسی بندے کو یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں **قلت** میں نے ابوداؤد کے تین نسخے دیکھے کسی میں نہ پایا کہ انھوں نے کتاب السنۃ میں اس سے کچھ ذکر کیا ہو واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] سنن ابن داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من النوم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۷

فیہ مع انہ لم تقبل[ف] من الذین عہ ھم

بارے میں ان کے اقوال بھی مضطرب ہیں اور ایسی شہادت

ف: لم تقبل شہادۃ نفی سماع ابن اسحٰق من فاطمۃ بنت المنذر من ائمۃ اجلۃ۔

عہ ھم ھشام بن عروۃ وامام دار الھجرۃ مالک بن انس والامام وھب بن جریر والامام یحیی بن سعید قطان اخرج ابن عدی عن ابی بشر الدولابی ومحمد بن جعفر بن یزید عن ابی قلابۃ الرقاشی ثنی ابو داؤد سلیمٰن بن داؤد قال قال یحیی القطان اشھد ان محمد بن اسحٰق کذاب قلت وما یدریك قال قال لی وھب فقلت لوھب ما یدریك قال لی مالك بن انس فقلت لمالك وما یدریك قال قال لی ھشام بن عروۃ قلت لھشام بن عروۃ وما یدریك قال حدث عن امرأتی فاطمۃ بنت المنذر وادخلت علی وھی بنت تسع وما راھا رجل حتی لقیت اللہ تعالٰی[1] حاول التفصی عنہ الذھبی فی المیزان فقال وما یدری ھشام بن عروۃ فلعلہ

عہ وہ حضرات یہ ہیں: (۱) ہشام بن عروہ (۲) امام دار الہجرہ مالک بن انس (۳) وہب بن جریر (۴) امام یحیٰی بن سعید قطان — ابن عدی نے ابوبشر دولابی اور محمد بن جعفر بن یزید سے روایت کی ہے وہ ابوقلابہ رقاشی سے راوی ہیں انھوں نے کہا مجھ سے ابوداؤد سلیمان بن داؤد نے بیان کیا کہ یحیٰی قطان نے کہا: "میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق کذاب ہے"۔ میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ کہا مجھ کو وہب نے بتایا۔ اب میں نے وہب سے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا مجھے مالک بن انس نے بتایا۔ میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا۔ میں نے ہشام بن عروہ سے دریافت کیا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا: اس نے میری بیوی فاطمہ بنت منذر سے حدیث روایت کی، جب کہ وہ میرے یہاں نو سال کی عمر میں لائی گئی اور کسی مرد نے اسے دیکھا نہیں یہاں تک کہ وہ خدا کو پیاری ہوئی — اس جرح سے چھٹکارے کی کوشش کرتے ہوئے میزان الاعتدال میں ذہبی نے کہا: ہشام بن عروہ کو کیا پتہ، ہوسکتا ہے ابن اسحٰق

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] میزان الاعتدال ترجمہ محمد بن اسحٰق ۷۱۹۷ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۴۷۱

اکبر واکثر مع کونها منهم اکد[عه] و
اظهر وذلك في رواية ابن اسحٰق
عن امرأة هشام بن عروة فليس غايته
الا الارسال فكان ماذا فان
المرسل مقبول عندنا وعند
الجمهور مع انا في غنى عن النظر
فيه فقد احتج به اصحابنا

ان لوگوں سے قبول نہ کی گئی جو ان سے بزرگ اور تعداد
میں ان سے زیادہ ہیں جب کہ ان کی شہادت بھی
ان سے زیادہ مؤکد اور زیادہ ظاہر ہے — دوسری
بات یہ کہ اگر تسلیم بھی کرلی جائے تو اس کا مدعا زیادہ
سے زیادہ یہ ہے کہ حدیث مرسل ہے — تو اس سے
کیا ہوا؟ حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور کے
نزدیک مقبول ہے — باوجودے کہ ہمیں اس حدیث

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سمع منها في المسجد او سمع منها
وهو صبي او دخل عليها فحدثته
من وراء حجاب فاي شئ في هذا الخ.
وقد ضعفنا اعتذاره في كتابنا
"منير العين في حكم تقبيل الابهامين"
مع ان المحقق عندنا ايضا هو توثيق
ابن اسحٰق وبذل الامام البخاري
جهده في الذب عنه اذ اتى بحديث
القراءة خلف الامام وان لم يرض
بالاخراج له في صحيحه
المسند ۱۲ منه۔

عه اكد للفظ اشهد واظهر لان
الانسان يحال امرأته المخدرة
اعلم ۱۲ منه۔

نے ان کی بیوی سے مسجد میں سنا ہو، یا ان سے
اپنے بچپن میں سنا ہو، یا ان کے پاس گئے ہوں تو
انھوں نے پردہ کی اوٹ سے حدیث سنائی ہو۔
تو اس میں کیا بات ہے الخ۔ ہم نے اپنی کتاب
منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ذہبی کا
یہ اعتذار ضعیف قرار دیا ہے باوجودے کہ ہمارے
نزدیک بھی تحقیق یہی ہے کہ ابن اسحاق ثقہ ہیں۔ اور
امام بخاری نے ان کے دفاع میں پوری کوشش صرف
کی ہے جہاں جزء القراءۃ میں قراءت خلف الامام
کی حدیث ان سے روایت کی ہے اگرچہ اپنی صحیح مسند
میں ان کی روایت لانا پسند نہ کیا ہو ۱۲ منہ (ت)

عه زیادہ مؤکد اس لئے کہ اس میں لفظ اشہد
(میں شہادت دیتا ہوں) ہے۔ اور زیادہ ظاہر
اس لئے کہ آدمی اپنی پردہ نشین بیوی کے حال سے
زیادہ باخبر ہوگا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] میزان الاعتدال ترجمہ محمد بن اسحٰق ۷۱۹۷ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۴۷۰

السجود من غير نكير .

وانت على علم ان الحكم لا يختص بالمضطجع فقد اجمعنا على النقض فى الاستلقاء والانبطاح لانا رأينا الحديث ارشد الى المعنى فى ذلك وهو استرخاء المفاصل ولا يراد به مطلقه لحصوله فى كل نوم فينافى اخره اوله بل كماله كما تقدم عن الكافى فتحصل لنا من الحديث ان المدار على نهاية الاسترخاء فحيث وجد وجد النقض وحيث عدم عدم كما اشار اليه المحققون فاستقرت الضابطة وانحلت العقدة عن كلتا الدعويين فى القول الاول فان خصوصية الصلوٰة لا دخل لها فى منع الاسترخاء ولا لخارجها فى احداثه بل الحديث مطلق عن التقييد بالصلوٰة كما اعترف به فى البدائع قائلا فى النوم خارج الصلوٰة على هيأة السجود ان العامة على انه لا يكون حدثا لما روى من الحديث من غير فصل بين الصلوٰة وغيرها كما

میں نظر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے ائمہ نے اس سے استدلال کیا ہے اور بلا نکیر اسے قبول کیا ہے۔

اور آپ کو معلوم ہے کہ کروٹ لیٹنے والے ہی سے حکم خاص نہیں چت لیٹنے اور منہ کے بل لیٹنے کی صورت میں بھی وضو ٹوٹنے پر ہمارا اجماع ہے اس لئے کہ ہم نے دیکھا کہ حدیث نے اس بارے میں بنیادی علت کی رہنمائی فرمادی ہے وہ ہے استرخائے مفاصل (جوڑوں کا ڈھیلے پڑجانا)۔ اور اس سے مطلق استرخاء مراد نہیں یہ تو ہر نیند میں ہوتا ہے تو آخر حدیث، ابتدائے حدیث کے برخلاف ہوجائیگا بلکہ کامل استرخاء مراد ہے جیسا کہ کافی کے حوالے سے بیان ہوا تو حدیث سے ہمیں یہ نتیجہ ملا کہ مدار کامل استرخاء ہے جہاں یہ موجود ہوگا وہاں وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور جہاں یہ نہ ہوگا وہاں وضو بھی نہ ٹوٹے گا ـــ جیسا کہ محققین نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے تو ضابطہ مستقر ہوگیا اور قول اول کے دونوں دعووں سے متعلق عقدہ کھل گیا ـــ اس لئے کہ خصوصیت نماز کو نہ استرخا کے روکنے میں کوئی دخل ہے نہ خارج نماز کو استرخا پیدا کرنے میں کوئی دخل ہے ـــ بلکہ حدیث نماز کی تقیید سے مطلق ہے جیسا کہ بدائع میں اس کا اعتراف کیا ہے اور بیرون نماز ہیأت سجدہ پر سونے کے بارے میں کہا ہے کہ عامۂ علماء اسی پر ہیں کہ وہ حدث نہیں اس لئے کہ حدیث نماز اور غیر نماز کی تفریق کے بغیر وارد ہے جیسا کہ حلیہ میں

فی الخیبة فمن سجد خارجها سجدة مشروعة واٰخر غیر مشروعة واٰخر لم ینو السجود اصلا فلا یفترقون الا فی النیة ولا اثرلها فی استرخاء اومنعه بداھة وانما ذٰلك الی ھیأة النوم کیفما وجدت فیجب ادارة الحکم علیها ولا شك ان النوم علی ھیأة سجود السنة یمنع الاسترخاء التام اذ لو کان لسقط کما افادہ فی الھدایة فوجب ان لا ینقض حتی فی خارج الصلٰوة وان النوم علی غیرھا مفترش الذراعین ملصق البطن بالفخذین لیس الا السقوط ھو ھو فوجب ان ینقض حتی فی الصلٰوة۔

اقول وبه ظھر الجواب عن استحسان البدائع والبحر والغنیة فان ذٰلك انما کان لیسوغ لو ان النص لم یکن فیه الا نفی النقض عن الساجد فعلی التنزل وتسلیم ان لیس الظاھر فی کلام الشارع علیه الصلٰوة والسلام ارادة الھیئة المسنونة المعھودة کان یمکن ان یدعی ان الشارع ناط ذٰلك بکل ما ینطلق

تو بیرونِ نماز مشروع سجدہ کرنے والا، دوسرا غیر مشروع سجدہ کرنے والا، تیسرا بغیر کسی نیت کے سجدہ کی حالت میں ہونے والا۔ تینوں کے درمیان سوا نیت کے کسی بات کا فرق نہیں اور بدیہی بات ہے کہ اعضاء کو ڈھیلا کرنے یا استرخاء کو روکنے میں نیت کا کوئی اثر نہیں۔ اس کا مدار تو سونے کی ہیأت پر ہے کہ وہ کس حال میں پائی جا رہی ہے تو حکم کو اسی پر دائر رکھنا لازم ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سجدۂ سنت کی ہیأت پر سونا کامل استرخاء سے مانع ہے اس لئے کہ اگر کامل استرخاء ہو تو گر جائے جیسا کہ ہدایہ میں فرمایا۔ تو ضروری ہے کہ یہ سونا ناقضِ وضو نہ ہو یہاں تک کہ بیرونِ نماز بھی۔ اور خلافِ سنت طریقے پر کلائیاں بچھائے ہوئے پیٹ رانوں سے ملائے ہوئے سونا کیا ہے! بس گر پڑنا۔ اس کے سوا کچھ اور نہیں تو واجب ہے کہ وہ ناقضِ وضو ہو یہاں تک کہ اندرونِ نماز بھی۔

اقول اسی سے بدائع، بحر اور غنیہ کے استحسان کا جواب بھی ظاہر ہو گیا اس کی گنجائش محض اس صورت میں نکل سکتی تھی کہ نص میں سجدہ کرنے والے سے متعلق وضو ٹوٹنے کی نفی کے سوا کچھ اور نہ ہوتا۔ اس صورت میں بطور تنزل یہ مان کر کہ شارع علیہ الصلٰوۃ والسلام کے کلام میں معہود ہیأتِ مسنونہ کا مراد ہونا ظاہر نہیں یہ دعوٰی کیا جا سکتا تھا کہ شارع نے عدمِ نقض کا حکم ہر اس حالت سے وابستہ

عن الخانیة انه ان تعمد النوم فی رکوعه لاتفسد[1]، وفی الخلاصة لونام فی رکوعه اوسجوده جازت صلٰوته، لکن لایعتد بهما واعادهما اذا لم یتعمد ذٰلك فان تعمد تفسد صلٰوته فی السجود دون الرکوع اھ[2]، واسلفنا عن الفتح ان مبناه علی زوال المسکة فی السجود فلوسجد متجافیا ونام عامدا لم تفسد صلٰوته واثره فی الحلیة فاقره ونقله فی البحر وزاد علیه انها لاتفسد ولو غیر متجاف وذٰلك لما اختار ان النوم فی السجود المشروع لاینقض الوضوء مطلقا ولو علٰی غیر هیأة السنة فسجود غیر المتجافی ایضا لما لم یکن النوم فیه حدثا عنده لم یجعل تعمده فیه مفسدا۔

خانیہ کے حوالے سے ہم نے نقل کیا کہ اگر رکوع میں قصداً سوئے تو نماز فاسد نہ ہوگی ــــ اور خلاصہ میں ہے: اگر رکوع یا سجدے میں سو جائے تو اس کی نماز ہوجائے گی لیکن اس رکوع وسجود کا شمار نہ ہوگا اور ان کا اعادہ کرنا ہوگا ــــ یہ اس وقت ہے جب قصداً نہ سویا ہو اگر قصداً سویا تو سجدے میں ایسا سونا مفسدِ نماز ہے رکوع میں نہیں اھ ــــ اور سابقاً ہم نے فتح القدیر کے حوالے سے نقل کیا کہ اس کی بنیاد سجدے میں بندش کھل جانے پر ہے تو اگر کروٹیں جدا رکھ کر سجدہ کیا اور قصداً سوگیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اسے حلیہ میں نقل کرکے برقرار رکھا ہے ــــ اور بحر میں اسے نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ "اگر کروٹیں جدا نہ ہوں تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی" ــــ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبِ بحر نے یہ اختیار کیا ہے کہ سجدہ مشروع میں سونا مطلقاً ناقضِ وضو نہیں اگرچہ طریقہ سنت کے برخلاف ہو ــــ تو سجدہ میں کروٹیں جدا نہ رکھنے والے کا سونا بھی چوں کہ اُن کے نزدیک ناقضِ وضو نہیں اس لئے انھوں نے اس کے بالقصد سونے کو مفسدِ نماز قرار نہ دیا۔

ولنقص عبارة البحر لیکون تذکیرا لما عبر وتمهیدا لما غبر

ہم عبارتِ بحر کا پورا قصد بتاتے ہیں تاکہ سابق کی یاد دہانی بھی ہوجائے اور باقی مباحث

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

[2] خلاصۃ الفتاوی کتاب الصلوٰۃ الفصل الثالث عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۳۲

قال رحمه الله تعالٰی و اطلق فی الهداية الصلٰوة (قلت يريد النوم فيها فتجوز بحذف المضاف وبه يسقط اعتراض المنحة على البحر فيما تابع هو فيه الفتح قال البحر) فشمل ما كان عن تعمد وما عن غلبة وعن ابی يوسف اذا تعمد النوم فی الصلٰوة نقض والمختار الاول وفی فصل ما يفسد الصلٰوة من فتاوی قاضی خان لونام فی ركوعه او سجوده ان لم يتعمد لاتفسد و ان تعمد فسدت فی السجود دون الركوع اھ كانه مبنی على قيام المسكة فی الركوع دون السجود و مقتضی النظر ان يفصل فی السجود ان كان متجافيا لاتفسد والاتفسد كذا فی الفتح القدير، وقد يقال مقتضی الاصح المتقدم (ان النوم فی السجود المشروع لاينقض مطلقا ولو غير متجاف) ان لاينتقض بالنوم فی السجود

کی تمہید بھی — صاحبِ بحر فرماتے ہیں: (ہلالین میں صاحبِ فتاوی رضویہ کا اضافہ ہے ۱۲م) "ہدایہ میں نماز کو مطلق رکھا ہے"۔ (قلت اُن کی مراد یہ ہے کہ نماز میں نیند کو مطلق رکھا ہے تو مضاف حذف کرکے مجازِ حذف کا طریقہ اپنایا ہے — اس توضیح سے منحۃ الخالق کا وہ اعتراض ساقط ہوجاتا ہے جو البحر الرائق پر فتح القدیر کی متابعت کے معاملہ میں کیا ہے — بحر میں آگے فرمایا) تو یہ اس نیند کو بھی شامل ہے جو قصداً ہو اور اسے بھی جو نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہو۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ نماز میں قصداً سونا ناقضِ وضو ہے — اور مختار اول ہے — اور فتاوی قاضی خاں میں مفسداتِ نماز کی فصل میں ہے: اگر رکوع یا سجدے میں سوگیا تو بلاقصد سونے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر قصداً سویا تو سجدہ میں سونا مفسدِ نماز ہے رکوع میں نہیں اھ — شاید یہ تفریق اس بنیاد پر ہے کہ رکوع میں بندش باقی ہوگی اور سجدے میں نہ ہوگی — اور نظر کا تقاضا یہ ہے کہ سجدے میں تفصیل کی جائے کہ اگر کروٹیں جُدا ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہوجائے گی۔ ایسا ہی فتح القدیر میں ہے — اور کہا جاتا ہے کہ جو قول اصح پہلے گزرا (کہ مشروع سجدہ میں سونا مطلقاً ناقض نہیں اگرچہ کروٹیں جُدا ہوں) اُس کا تقاضا یہ ہے کہ سجدہ میں سونے سے وضو

ف: معروضة على العلامة ش۔

مطلقا وينبغي حمل ما في الخانية على رواية ابي يوسف[1] اھ مافي البحر مزيدا مابين الاهلة۔

قال في منحة الخالق الذي تقدم من رواية ابي يوسف انه اذا تعمد النوم في الصلوة نقض و كذا في الفتح وهي كما ترى غير مقيدة بالسجود تأمل ثم رأيت في غاية البيان ما نصه وروى عن ابي يوسف رحمه الله تعالٰى في الاملاء انه اذا تعمد النوم في السجود ينقض وان غلبت عيناه فلا ينقض اھ وبه يترجح الحمل المذكور ويكون المراد حينئذ مما تقدم من قوله في الصلوة اي في سجودها فقط فافهم[2] اھ۔

مطلقاً نہ جائے ـــــ اور کلامِ خانیہ کو امام ابو یوسف کی روایت پر محمول کرنا چاہیے اھ بحر کی عبارت ہلالین کے درمیان اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی ۔

البحر الرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں علامہ شامی فرماتے ہیں ، امام ابو یوسف کی روایت جو پہلے مذکور ہوئی یہ ہے کہ نماز میں قصداً سونا ناقضِ وضو ہے ـــــ اسی طرح فتح میں منقول ہے ـــــ یہ روایت جیسا کے سامنے ہے ، حالتِ سجدہ سے مقید نہیں ۔ غور کرو ـــــ پھر میں نے غایۃ البیان میں یہ عبارت دیکھی ؛ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے "املاء" میں مروی ہے کہ سجدہ میں قصداً سونا ناقضِ وضو ہے اور اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے (بلا قصد) سو گیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اھ ـــــ اس روایت کی بنیاد پر کلامِ خانیہ کو اس پر محمول کرنے کی بات کو ترجیح حاصل ہو جاتی ہے اور اس صورت میں امام ابو یوسف سے سابقاً جو روایت بلفظ فی الصلوٰۃ (نماز میں قصداً سونا ناقض ہے) منقول ہوئی اس میں "نماز میں" سے مراد "صرف سجدۂ نماز میں" ہوگا ـــــ تو اسے سمجھئے اھ ۔

اقول اولا الحکم[ف] في المقيد

اقول اولاً مقید کے بارے میں حکم ،

ف : معروضة اخرى عليه ۔

---

[1] البحر الرائق کتاب الطهارة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

[2] منحۃ الخالق علی البحر الرائق " " " ۱/ ۳۸ و ۳۹

لاینافی الحکم فی المطلق کما افادہ فی الفتح لاجرم ان ذکر فی التحفۃ والبدائع ان النوم فی غیر حالۃ الاضطجاع والتورک فی الصلٰوۃ لایکون حدثا سواء غلبہ النوم او تعمدا فی ظاہر الروایۃ وروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال سألت ابا حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النوم فی الصلٰوۃ فقال لاینقض الوضوء ولا ادری سألتہ عن العمد او عن الغلبۃ وعندی انہ ان نام متعمدا انتقض وضوؤہ[1]، قال فی البدائع وجہ روایۃ ابی یوسف ان القیاس فی النوم حالۃ القیام والرکوع والسجود ان یکون حدثا لکونہ سببا لوجود الحدث الا انا ترکنا القیاس لضرورۃ التہجد نظرا للمتہجدین وذلک عند الغلبۃ دون

مطلق کے بارے میں حکم کے منافی نہیں جیسا کہ فتح القدیر میں افادہ فرمایا (تو ہوسکتا ہے کہ امام ابو یوسف سے دونوں روایت ہو، خاص سجدہ میں قصدًا سونا ناقض ہے اور یہ بھی کہ اندرونِ نماز کسی بھی رکن میں سونا ناقض ہے ۱۲م) یہی وجہ ہے کہ تحفہ اور بدائع میں ذکر کیا ہے کہ: "اندرونِ نماز کروٹ لیٹنے اور سرین پر ٹیک دے کر لیٹنے کے علاوہ حالت میں سونا حدث نہیں خواہ نیند کے غلبہ سے سو گیا ہو یا قصدًا سویا ہو ـــ ظاہر الروایہ میں یہی ہے ـــ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت ہے انھوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اندرونِ نماز نیند کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا ناقض وضو نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان سے میں نے قصدًا سونے کے بارے میں پوچھا تھا یا نیند کے غلبہ سے سونے کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر قصدًا سویا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا ـــ بدائع میں کہا کہ روایتِ امام ابو یوسف کی وجہ یہ ہے کہ قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں سونا قیاس کی رُو سے حدث ہے اس لئے کہ یہ وجود حدث کا سبب ہے لیکن ہم نے تہجد گزاروں کا لحاظ کرتے ہوئے ضرورتِ تہجد کے باعث قیاس ترک کر دیا اور یہ ضرورت غلبۂ نوم ہی کی صورت میں ہے قصدًا

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل واما بیان ما ینقض الوضوء دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۵۲

التعمد[1] اھ۔ قال فی الحلیۃ بعد نقلہ ھذا یفید اطلاقہ انہ ینتقض عند ابی یوسف بالنوم راکعا اذا تعمد[2] اھ ای وکذا قائما۔

سونے میں نہیں اھ —— حلیہ میں اسے نقل کرنے کے بعد کہا: اس کے اطلاق سے یہی مستفاد ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک قصداً رکوع کی حالت میں سونے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اھ مقصد یہ ہے کہ یوں ہی قیام میں بھی۔

اقول انما الاطلاق ف۱ فی تحفۃ الفقہاء اما فی البدائع فتنصیص صریح لقولہ ان القیاس فی النوم حالۃ القیام والرکوع الخ فافاد ان ابایوسف عمل فی جمیعھا بالقیاس عند العمد والعالم ربما یسأل عن صورۃ خاصۃ فیجیب فتاتی الروایۃ عنہ مقیدۃ بصورۃ السؤال مع ان الحکم مطلق عندہ عرف ھذا من مارس الفقہ وعن ھذا ف۲ قلنا ان المطلق یحمل علی اطلاقہ وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الی التقیید ضرورۃ۔

اقول اطلاق صرف تحفۃ الفقہاء میں ہے —— بدائع میں تو صاف تصریح ہے کہ قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں سونا قیاس کی رُو سے حدث ہے جس سے یہ افادہ فرمایا کہ امام ابو یوسف قصد کی صورت میں تمام ہی حالتوں میں قیاس پر عامل ہیں۔ اور بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ عالم سے کوئی خاص صورت پوچھی جاتی ہے وہ اس کے بارے میں جواب دے دیتا ہے تو اس کے حوالے سے روایت صورت سوال کے ساتھ مقید ہو کر نقل ہوتی ہے حالاں کہ اس کے نزدیک حکم مطلق ہوتا ہے۔ فقہ کی ممارست اور مشغولیت والا اس سے اچھی طرح آشنا ہے —— اسی لئے ہم اس کے قائل ہیں کہ مطلق اپنے اطلاق پر محمول ہوگا اگرچہ حکم اور معاملہ ایک ہی ہو، جب تک تقیید کی جانب کوئی ضرورت داعی نہ ہو۔

ف۱: تطفل علی الحلیۃ۔

ف۲: المطلق یحمل علی اطلاقہ وان اتحد الحکم والحادثۃ الا بضرورۃ۔

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل واما بیان ما ینقض الوضوء الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۵۲

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ثم القياس الذی ذکر فی البدائع لروایة ابی یوسف وقد ذکرہ فی الهدایة والتبیین ایضا فی مسألة الاغماء فالجواب عنه انا نمنع کون القیاس فیها ذلك بل القیاس ایضا عدم النقض لعدم کمال الاسترخاء کما افادہ فی الفتح۔

اب رہا وہ قیاس جو بدائع میں امام ابو یوسف کی روایت سے متعلق پیش کیا ہے اور اسے ہدایہ و تبیین میں بھی بیہوشی کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ اس بارے میں قیاس نقضِ وضو ہے بلکہ قیاس بھی یہی ہے کہ وضو نہ ٹوٹے اس لئے کہ پورے اعضا ڈھیلے نہ ہوں گے ___ جیسا کہ فتح القدیر میں اس کا افادہ کیا ہے۔

وثانیًا^ف اطلاق روایة ابی یوسف لاینافی حمل کلام قاضی خان فی السجود علیها لان ائمة الترجیح کما یختارون احد القولین کذلك ربما یفصلون فیختارون قولا فی صورة واخر فی اخری فیکون المعنی ان ما فی الخانیة مشی فی صورة السجود علی روایة ابی یوسف وای عتب فیه۔

ثانیًا اگر چہ امام ابو یوسف کی روایت مطلق ہے۔ اس میں خاص حالتِ سجدہ کی قید نہیں۔ اور قاضی کا کلام خاص حالتِ سجدہ سے متعلق ہے لیکن اس کلام کو اُس روایت پر محمول کیا گیا تو یہ اس کے اطلاق کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ ائمہ ترجیح جیسے دو قولوں میں سے ایک کو اختیار کرتے ہیں ویسے ہی بعض اوقات صورتوں کی تفصیل کرکے ایک صورت میں ایک قول کو اور دوسری صورت میں دوسرے قول کو اختیار کرتے ہیں ___ تو (البحر الرائق میں کلام خانیہ کو روایتِ مذکورہ پر محمول کرنے کا) معنی یہ ہوا کہ خانیہ میں جو حکم مذکور ہے وہ صورتِ سجدہ میں امام ابو یوسف کی روایت پر جاری ہے۔ اس پر کسی عتاب کا کیا موقع ہے!

ثم اعترض هذا الحمل العلامة

پھر اس حمل پر علامہ شیخ اسمٰعیل نے

ف: معروضة ثالثة علی العلامة ش۔

الشیخ اسمٰعیل فی شرح الدرر بانہ لایلزم من فساد الصلوٰۃ انتقاض الوضوء لما فی السراج لوقرأ وسکع وسجد وھو نائم تفسد صلٰوتہ لانہ زاد رکعۃ کاملۃ لایعتد بھا ولا ینتقض وضوؤہ اھ ولم یحکم فی الخانیۃ علی الوضوء بالنقض والظاھر ان فی البحر غفولا عن ذلک فتدبرہ[1] اھ۔

نے شرح درر میں اعتراض کیا ہے کہ نماز فاسد ہونے سے وضو ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیوں کہ سراج وہاج میں ہے کہ اگر سونے کی حالت میں قراءت کی اور رکوع وسجدہ کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے کہ کامل ایک رکعت ایسی زیادہ کردی جو قابل شمار نہیں ــ اور وضو نہیں ٹوٹے گا اھ (علامہ شامی نے منحہ میں اسے نقل کرکے لکھا ۱۲م) اور خانیہ میں وضو سے متعلق ناقض ہونے کا حکم نہیں کیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ البحرالرائق میں اس نکتے سے غفلت ہوگئی ہے تو اس میں تدبر کرو اھ۔

(حاصل اعتراض یہ کہ روایت امام ابو یوسف میں قصداً سونے سے "وضو ٹوٹنے" کا ذکر ہے اور کلام خانیہ میں سجدہ کے اندر قصداً سونے سے "فسادِ نماز" مذکور ہے، ہوسکتا ہے کہ نماز فاسد ہو اور وضو نہ ٹوٹے تو کلام خانیہ کا روایت مذکورہ پر حمل کیسے درست ہوگا؟ ۱۲م)

اقول اولاً[ف] رحم اللہ العلامۃ الفاضل والسید الناقل الشیئ یبتنی علی ملزومہ لالازمہ لجواز عموم اللازم فلا یقضی بوجود الملزوم ولاشک ان نقض الوضوء یستلزم فساد الصلوٰۃ عند التعمد لکونہ حینئذ تعمد حدث وھو مفسد قطعا۔

اقول اولاً علامہ فاضل اور سید ناقل پر خدا کی رحمت ہو ــ شَیَ اپنے ملزوم پر مبنی ہوتی ہے لازم پر نہیں، اس لئے کہ ممکن ہے لازم اعم ہو تو اس کے وجود سے ملزوم کا حکم نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ قصداً وضو توڑنے کو فسادِ نماز لازم ہے اس لئے کہ یہ عمداً حدث کو عمل میں لانا ہے جو قطعاً مفسدِ نماز ہے (نقض وضو بالعمد ملزوم

ف : تطفل علی الشیخ اسمٰعیل شارح الدرر والعلامۃ ش۔

---

[1] منحۃ الخالق علی البحرالرائق بحوالہ شرح الشیخ اسمٰعیل کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۹

ہے فسادِ نماز لازم، لہذا جب بھی اول ہوگا ثانی ضرور ہوگا اور ثانی کا اول پر حمل اس لحاظ سے بجا ہے اور برعکس صورت نہ یہاں ہے نہ ہو سکتی ہے ۱۲ م)

ثانیًا الکلام[1] فی فساد الصلٰوۃ لاجل تعمد النوم وما ذکر من الصورۃ فالفساد فیہا لیس لہ بل لزیادۃ رکعۃ تامۃ وحمل کلام الخانیۃ علی روایۃ الامام الثانی لایستلزم ان لاتفسد صلٰوۃ بشیئ قط ما لم ینتقض الوضوء فالبحر عقول لاغفول ھذا۔

ثانیًا کلام اس میں ہے کہ قصدًا سونے سے نماز فاسد ہوجائے گی اور جو صورت ذکر کی ہے اس میں فسادِ نماز کا سبب یہ نہیں بلکہ کامل ایک رکعت کی زیادتی ہے ـــــ اور کلام خانیہ کو امام ثانی کی روایت پر محمول کرنا اسے مستلزم نہیں کہ کوئی نماز کسی شیئ سے اس وقت تک فاسد ہی نہ ہو جب تک وضو نہ ٹوٹ جائے۔ محقق بحر اسے خوب سمجھتے ہیں اس نکتے سے غافل نہیں ـــــ یہ ذہن نشین رہے۔

واجاب فی المنحۃ عن ھذا الاعتراض بان ما فی الخانیۃ من الفساد مبنی علی نقض الوضوء لتفریقہ بین الرکوع والسجود تأمل اھ۔[1]

اور منحۃ الخالق میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ خانیہ میں جو فساد مذکور ہے وہ نقض وضو پر مبنی ہے اس لئے کہ انہوں نے رکوع و سجود کے درمیان فرق رکھا ہے۔ اس میں غور کرو اھ۔

اقول رحم[2] اللہ الفاضلین السؤال والجواب کلاھما من وراء حجاب فان الخانیۃ قد نصت علی انتقاض الوضوء بہ فی نواقضہ حیث قال کما تقدم ان تعمد

اقول دونوں فاضلوں پر خدا رحم فرمائے۔ سوال اور جواب دونوں پردوں کے پیچھے سے ہورہے ہیں ـــــ اس لئے کہ قاضی خان نواقضِ وضو کے بیان میں اس سے وضو ٹوٹنے کی تصریح فرماچکے ہیں۔ ان کی عبارت جیسا کہ

ف۱: تطفل اٰخر علیہما۔

ف۲: تطفل ثالث علیہما۔

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق بحر الشرح الشیخ اسمٰعیل کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۹

36

النوم فی سجودہ تنتقض طہارتہ وتفسد صلٰوتہ ولو تعمد النوم فی قیامہ اورکوعہ لاتنتقض طہارتہ فی قولہم[1] اھ۔

گزری اس طرح ہے: "اگر سجدے میں قصداً سویا تو اس کی طہارت ٹوٹ جائے گی اور نماز بھی فاسد ہوجائے گی اور اگر قیام یا رکوع میں قصداً سویا تو حضرات ائمہ کے قول پر اس کی طہارت نہ جائے گی"۔ اھ۔

والوجہ ان الفساد فی التعمد وانتقاض الوضوء متلازمان فایہما اثبت اثبت الأخر وایہما نفی نفی الاخر ولذا اقتصر فی الخانیۃ ھٰھنا اعنی فی مفسد الصلٰوۃ علی فساد الصلاۃ وعدمہ ولم یتعرض للوضوء وثمہ ای فی نواقض الوضوء ذکرھما معا فی السجود واقتصر علی ذکر عدم النقض فی الرکوع ولم یتعرض لعدم الفساد فاتی فی کل باب بما یحتاج الیہ وکیفما کان فقد صرح باجلٰی تصریح ان تعمد النوم لیس مما یفسد الصلٰوۃ مطلقا وکذلک الخلاصۃ وعلیہ مشی الفتح والحلیۃ وعنہ تکلم البحر اقول وھو قضیۃ اطلاق المتون قاطبۃ فانہم یذکرون

وجہ یہ ہے کہ تعمد کی صورت میں فسادِ نماز اور وضو ٹوٹنا دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں تو ایک کے اثبات سے دوسرے کا اثبات اور ایک کی نفی سے دوسرے کی نفی ہوجائیگی اسی لئے خانیہ نے یہاں یعنی مفسداتِ نماز کے بیان میں صرف نماز کے فساد وعدمِ فساد کے ذکر پر اکتفا کی اور بیانِ وضو سے تعرض نہ کیا۔۔۔ اور وہاں یعنی نواقضِ وضو میں سجود کے تحت دونوں کو ذکر کیا اور رکوع کے تحت عدمِ نقض کے ذکر پر اکتفا کی عدمِ فساد سے تعرض نہ کیا۔۔۔ تو ہر باب میں جس قدر حاجت تھی اس قدر بیان کردیا۔۔۔ اور جو کچھ بھی ہو اس بات کی تو روشن تصریح فرمادی کہ قصداً سونا مطلقاً مفسدِ نماز نہیں۔۔۔ اسی طرح صاحبِ خلاصہ نے بھی ذکر کیا۔ اور اسی پر صاحبِ فتح القدیر اور صاحبِ حلیہ بھی چلے۔۔۔ اور اسی سے متعلق بحر نے بھی گفتگو کی۔۔۔ اقول یہی سارے متون کا بھی مقتضا ہے۔۔۔ اس لئے کہ اربابِ متون

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

من صور الحدث الذی یمنع البناء ما اذا جن او نام فاحتلم او اغمی علیہ فیفیدون ان النوم بمفردہ لیس بحدث ولا مانع للبناء مطلقا والا لم یحتج الٰی ضم الاحتلام قال فی العنایۃ ثم البحر انما قال او نام فاحتلم لان النوم بانفرادہ لیس بمفسد[عہ] الخ ثم ھم یرسلونہ ارسالا

مانع بنا حدث کی صورتوں میں سے یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب مجنون ہوجائے یا سوئے تو احتلام ہوجائے یا بیہوش ہوجائے (تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز از سرِ نو پڑھنی ہوگی جہاں چھوٹی اس کے آگے نہیں پڑھ سکتا) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نیند تنہا حدث اور مطلقاً مانع بنا نہیں ورنہ نیند کے ساتھ احتلام کو ملانے کی کوئی ضرورت نہ تھی ــــ عنایہ پھر بحر میں ہے: "نام فاحتلم سوئے تو احتلام ہوجائے" کہا اس لئے کہ تنہا نیند مفسدِ نماز نہیں[اھ] پھر یہ حضرات نیند کو مطلق ذکر

عہ اعترضہ العلامۃ خیر الدین الرملی کما نقل عنہ فی المنحۃ بانہ ذکر فی التتارخانیۃ اقوالا واختلاف تصحیح فی المسألۃ وکذلک ذکر فی الجوھرۃ فی نوم المضطجع والمریض فی الصلوٰۃ اختلافا والصحیح انہ ینقض وبہ ناخذ ونقل فی التتارخانیۃ عن المحیط فی النوم مضطجعا الحال لایخلو ان غلبت عیناہ فنام ثم اضطجع فی حالۃ نومہ فھو بمنزلۃ ما لو سبقہ

عہ اس پر علامہ خیر الدین رملی کا اعتراض ہے جیسا کہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں ان سے نقل کیا ہے کہ: تاتارخانیہ میں اس مسئلہ کے تحت چند اقوال اور اختلاف تصحیح کا ذکر ہے ــــ اسی طرح جوہرہ میں نماز کے اندر کروٹ لیٹنے والے اور بیمار کی نیند سے متعلق اختلاف کا ذکر ہے اور یہ کہ صحیح ناقض ہونا ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں ــــ اور تاتارخانیہ میں محیط کے حوالے سے کروٹ لیٹ کر سونے سے متعلق ہے کہ اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے اسے نیند آگئی پھر سوتے ہی کی حالت میں وہ کروٹ لیٹ گیا تو یہ ایسا ہی ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[۱] البحر الرائق بحوالہ العنایۃ کتاب الصلوٰۃ باب الحدث فی الصلوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۶۲

فیشمل العمد والغلبۃ وکذلک | کرتے ہیں تو قصدًا سونا اور نیند کے غلبہ سے سوجانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الحدث یتوضأ ویبنی ولو تعمد النوم فی الصلٰوۃ مضطجعا فانہ یتوضأ ویستقبل الصلٰوۃ ھٰکذا حکی عن مشائخنا اھ فراجع المنقول ولا تغتر بما اطلقہ ھنا[1] اھ۔

جیسے بلا اختیار حدث ہوگیا وہ وضو کرے گا اور بناء کرے گا (نماز جہاں سے چھوٹی تھی وہیں سے پوری کرے گا) اور اگر نماز میں قصدًا کروٹ لیتا تو اسے وضو کرکے از سر نو پڑھنا ہے۔ ہمارے مشائخ سے ایسا ہی حکایت کیا گیا اھ تو منقول کی طرف رجوع کرو اور اس سے فریب خوردہ نہ ہو جو یہاں مطلق رکھا ہے اھ۔

اقول اولًا[ف1] اذا اختلف التصحیح فای اغترار فی الاقتصار علی احد القولین۔

اقول اولًا جب اختلاف تصحیح ہے تو ایک قول پر اکتفاء میں فریب خوردگی کیا؟

وثانیا[ف2] مسئلۃ الجوھرۃ فی انتقاض الوضوء والکلام ھنا فی فساد الصلٰوۃ والانتقاض لایستلزم الفساد اذا لم یکن ھناك تعمد۔

ثانیًا مسئلہ جوہرہ وضو ٹوٹنے کے بارے میں ہے اور یہاں پر فسادِ نماز کے بارے میں کلام ہے اور ٹوٹنا اس کو مستلزم نہیں کہ نماز بھی فاسد ہو جب کہ قصدًا وضو توڑنے کی صورت نہ ہو۔

وثالثا[ف3] فرع المحیط لیس فیہ الفساد للنوم بانفرادہ بل لانضمام التعمد علی ھیأت الحدث فما ھذہ الایرادات من مثل المحقق السامی والاعتماد علیہا من العلامۃ الشامی وباللہ التوفیق ۱۲ منہ حفظہ ربہ جل وعلا۔

ثالثًا محیط کے جزئیہ میں تنہا نیند سے فسادِ نماز نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ نیند کے ساتھ ہیأت حدث کا قصدًا ارتکاب بھی ہوگیا ہے۔ پھر ایسے بلند محقق سے یہ اعتراض کیسے؟ اور ان پر علامہ شامی کا اعتماد کیسا؟ وباللہ التوفیق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

ف۱: تطفل علی العلامۃ الخیر الرملی وش۔ ف۲: تطفل اٰخر علیہما
ف۳: تطفل ثالث علیہما۔

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب الحدث فی الصلٰوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۶۲

سکوتهم قاطبة عن عد تعمد النوم
فی المفسدات دلیل علی ذلک
لاسیما المتأخرین الذین جنحوا نحو
الاستیعاب مهما حضر کالدر المختار
ومراقی الفلاح نعم یفسد اذا تعمده
علی هیأة یکون بها حدثا
وهم قد ذکروا فی المفسدات
تعمد الحدث فقد ترجح
ما جزم به هؤلاء الجلة علی
ما فی جامع الفقه ان النوم
فی الرکوع والسجود لاینقض
الوضوء ولو تعمده ولکن
تفسد صلوته کما نقله
فی البحر[1] عن شرح منظومة ابن وهبان
واعتمده ش۔

جئنا علی ما استدرک به
ش علی العلامة العلائی قال فی الدر
یتعین الاستیناف لجنون او
حدث عمدا واحتلام بنوم[2] الخ
قال الشامی افاد ان
النوم بنفسه غیر مفسد لکن هذا
اذا کان غیر عمد لما فی حاشیة

دونوں ہی اس میں شامل ہوتے ہیں ــــ اسی
طرح تعمد نوم کو مفسداتِ نماز میں شمار کرانے سے
ان تمام اہل متون کا سکوت بھی اس پر دلیل ہے
خصوصاً متاخرین کا سکوت جن کا میلان اس طرف
ہوتا ہے کہ جتنی صورتیں بھی مستحضر ہوں سب کا
استیعاب اور احاطہ کرلیں جیسے درمختار اور
مراقی الفلاح ـ ہاں نیند مفسد اس وقت ہے
جب ایسی ہیأت پر قصداً سوئے جس پر سونا
حدث ہے ـ اور مفسداتِ نماز میں تعمد حدث
مذکور ہے ــ تو ترجیح اسی کو ملی جس پر ان بزرگوں کا
جزم ہے جیسا کہ جامع الفقہ میں ہے: رکوع وسجود
میں سونا ناقضِ وضو نہیں اگرچہ قصداً سوئے لیکن
اس کی نماز فاسد ہوجائے گی جیسا کہ اسے بحر
میں منظومہ ابن وہبان کی شرح سے نقل کیا ہے
اور علامہ شامی نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

اب ہم اس پر آئے جو علامہ شامی نے
علامہ علائی پر استدراک کیا ہے ــ درمختار
میں فرمایا: ازسرِ نو پڑھنا متعین ہے جنون کے
باعث یا قصداً حدث کی وجہ سے یا نیند میں احتلام
کے سبب الخ ــ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں،
افادہ ہوا کہ نیند کچھ مفسد نہیں ــ لیکن یہ اس
وقت ہے جب نیند بلا قصد ہو اس لئے کہ حاشیہ

---

[1] البحر الرائق بحوالہ جامع الفقہ کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸
[2] الدر المختار " باب الاستخلاف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۶

نوح افندی النوم اما عمدا و لا فالاول ینقض الوضوء ویمنع البناء والثانی قسمان مالاینقض ولایمنع البناء کالنوم قائما اوراکعا اوساجدا و ماینقض الوضوء و لا یمنع البناء کالمریض اذا صلی مضطجعا فنام ینتقض وضوؤہ علی الصحیح ولہ البناء فغیر العمد لایمنع البناء اتفاقا سواء نقض الوضوء او لا بخلاف العمد[1] اھ ملخصا۔

علامہ نوح آفندی میں ہے : سونا یا تو قصدًا ہوگا یا بلاقصد۔ اول ناقضِ وضو اور مانع بنا ہے۔ ثانی کی دو قسمیں ہیں : ایک وہ جو نہ ناقضِ وضو ہے نہ مانع بناء، جیسے قیام یا رکوع یا سجود کی حالت میں سونا۔ دوسری وہ جو ناقض وضو ہے مانع بناء نہیں ہے، جیسے مریض کروٹ لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سوجائے تو صحیح قول پر اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور وہ بناء کرسکے گا (نماز جہاں سے رہ گئی تھی وہیں سے پوری کرلے گا) تو بلاقصد سونا بناء سے بالاتفاق مانع نہیں خواہ وضو ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے، بخلاف قصدًا سونے کے اھ۔ ملخصًا۔

اقول هذا ناطق بملؤ فیہ انہ ماش علی الروایۃ عن ابی یوسف الاتری انہ جعل نوم العمد مطلقًا ناقض الوضوء وھذا خلاف ظاھر الروایۃ المعتمدۃ المختارۃ کما قدم المحشی والشارح وقدمنا نقلہ مع تصحیح المحیط فما کان للعلامۃ ان یعتمد ھذا ھھنا ولکن سبحٰن من لاینسی۔

اقول یہ عبارت بآوازِ بلند ناطق ہے کہ ان کی مشی امام ابو یوسف کی روایت پر ہے۔ دیکھئے انہوں نے قصدًا سونے کو مطلقًا ناقضِ وضو قرار دیا ہے۔ اور یہ معتمد مختار، ظاہر الروایہ کے خلاف ہے جیسا کہ محشی و شارح نے پہلے بیان کیا اور ہم اسے محیط کی تصحیح کے ساتھ نقل کرچکے۔ تو علامہ شامی کو یہاں آکر اس پر اعتماد نہ کرنا تھا لیکن پاکی ہے اُسی کے لئے جسے نسیان نہیں۔

ف : معروضۃ علی العلامۃ ش۔

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الاستخلاف دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۰۶

الرابعة[ف] مسألة التنور مذكورة في الخانية وهي الاصل وعنها نقل في خزانة المفتين والهندية وايّاها تبع في الخلاصة والخلاصة في البزازية وعن الخلاصة اثر في البحر۔

قال الامام قاضي خان رحمه الله تعالٰى ان نام على رأس التنور وهو جالس قد ادلى رجليه كان حدثا لان ذلك سبب لاسترخاء المفاصل اهـ[1]۔

وقد قدمنا انها لا تلتئم على الضابطة المؤيدة بالحديث والقياس الصحيح **قلت** ولم ار لها ما اشدها به الا شيئا أبداه المحقق في الفتح توجيها لمسألة مخالفة لظاهر الرواية واختيار الجمهور وهي مسألة المستند الى ما لو ازيل سقط حيث قال ظاهر المذهب عن ابي حنيفة عدم النقض بهذا الاستناد ما دامت المقعدة مستمسكة للامن من الخروج والانتقاض

افادۂ رابعہ[ف]: مسئلہ تنور خانیہ میں مذکور ہے، خانیہ ہی اصل ہے اسی سے خزانۃ المفتین اور ہندیہ میں نقل ہے ــ اسی کی پیروی خلاصہ میں ہے اور خلاصہ کی پیروی بزازیہ میں ہے اور خلاصہ ہی سے البحر الرائق میں نقل کیا ہے۔

امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر تنور کے کنارے بیٹھا اس میں پاؤں لٹکائے سو گیا تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ یہ جوڑوں کے ڈھیلے پڑجانے کا سبب ہوتا ہے اھ۔

اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ مسئلہ حدیث اور قیاس صحیح سے تائید یافتہ ضابطے کے برخلاف ہے **قلتُ** اس کی موافقت میں مجھے کوئی ایسی بات نہ ملی جس سے اس کو تقویت دے سکوں مگر ایک بات جو حضرت محقق نے فتح القدیر میں ظاہر الروایہ اور اختیار جمہور کے مخالف ایک مسئلہ کی توجیہ میں پیش کی ہے وہ مسئلہ اس کی نیند سے متعلق ہے جو ایسی چیز کی طرف ٹیک لگائے ہوئے ہے کہ اگر وہ ہٹا دی جائے تو گر جائے۔ وہ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ظاہر مذہب یہی ہے کہ اس ٹیک لگانے سے وضو نہ ٹوٹے گا جب تک مقعد

ف: تحقيق مسألة النوم على رأس التنور۔

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

مختار الطحاوی واختارہ المصنف والقدوری لان مناط النقض الحدث لاعین النوم فلما خفی بالنوم ادیر الحکم علی ماینتہض مظنۃ لہ، ولذا لم ینقض نوم القائم والراکع والساجد ونقض فی المضطجع لان المظنۃ منہ مایتحقق معہ الاسترخاء علی الکمال وھو فی المضطجع لافیھا وقد وجد فی ھذا النوع من الاستناد اذ لایمسکہ الا السند وتمکن المقعدۃ مع غایۃ الاسترخاء لایمنع الخروج اذ قد یکون الدافع قویا خصوصا فی زماننا لکثرۃ الاکل فلا یمنعہ الا امسکۃ الیقظۃ اھ[1] واقرہ الحلبی فی الغنیۃ۔

بھی ہوئی ہے اس لئے کہ خروج ریح سے بے خوفی ہوگی۔ اور اس سے وضو ٹوٹ جانے کا حکم امام طحاوی کا مختار ہے اسی کو مصنف اور امام قدوری نے اختیار کیا اس لئے کہ وضو ٹوٹنے کا مدار حدث پر ہے خود نیند پر نہیں چونکہ نیند کی وجہ سے حدث مخفی رہ جائے گا اس لئے حکم کا مدار اس پر رکھا گیا جو وجود حدث کے گمان غالب کا موقع بن سکے۔ اسی لئے قیام، رکوع اور سجود والے کی نیند ناقض نہیں اور کروٹ لیٹنے والے کی نیند ناقض ہے۔ اس لئے کہ گمان حدث کا محل وہ نیند ہے جس کے ساتھ استرخاء کامل طور پر متحقق ہو اور یہ کروٹ لیٹنے والے کی نیند میں ہوتا ہے، ان سب میں نہیں ہوتا ــ اور یہ استرخاء اس طرح ٹیک لگانے کی صورت میں بھی موجود ہے اس لئے کہ صرف ٹیک نے اس کو روک رکھا ہے اور کمال استرخاء ہوتے ہوئے مقعد کا مستقر ہونا خروج ریح سے مانع نہیں اس لئے کہ بعض اوقات دافع قوی ہوتا ہے خصوصاً ہمارے زمانے میں، کیوں کہ کھانا زیادہ کھایا کرتے ہیں تو اس کے لئے مانع صرف بیداری کی بندش ہی ہوگی اھ ــ اس کلام کو حلبی نے بھی غنیہ میں برقرار رکھا۔

اقول وقولہ لایمنعہ الا امسکۃ الیقظۃ ای عند وجود

اقول ان کے قول "اس کے لئے مانع صرف بیداری کی بندش ہی ہوگی" کا معنی یہ ہے

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳

نهاية الاسترخاء بخلاف القائم والراكع والساجد على هيأة السنة فلا يرد ان هذا التقرير يوجب النقض بالنوم مطلقاً وهو خلاف ما اجمعنا عليه۔

لكني اقول (ف۱) كمال الاسترخاء مظنة الخروج وتمكن المقعدة مظنة منعه فيتعارضان ولا يثبت النقض بالشك ولا نسلم ان قوة الدافع بحيث لا يقاومه التمكن بلغ من الكثرة ما يعد به غالبا ولا مظنة الا بالغلبة وكيفما كان فمخالفته للمذهب ولجمهور اهل الاختيار علم كان على تقاعده عن الحجية۔

بل اقول وبالله التوفيق مسألة التنور لا تلتئم على (ف۲) هذا ايضا لان تحقيق هذا القول على ما الهمني ذو الطول ان الحالات ثلث وذلك ان نفس وجود الاسترخاء لازم للنوم مطلقا ثم يبقى معه بعض الاستمساك

کمال استرخاء کی صورت میں مانع صرف یہی ہوگی بخلاف اس کے جو قیام یا رکوع یا سنت طریقہ پر سجدہ کی حالت میں ہو تو یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ اس تقریر پر تو مطلقاً ہر نیند ناقضِ وضو ہوگی۔ اور یہ ہمارے اجماع کے برخلاف ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کمال استرخا گمانِ خروج کی جگہ ہے اور مقعد کا استقرار منعِ خروج کے گمان کی جگہ ہے اس لئے دونوں میں تعارض ہوگا اور شک سے نقض کا ثبوت نہ ہوگا۔ اور یہ ہمیں تسلیم نہیں کہ دافع کی اتنی قوت کہ استقرار اس کی مقاومت نہ کر سکے کثرت کی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اس کو غالب واکثر شمار کرلیا جائے اور جائے گمان کا ثبوت غالب واکثر ہونے ہی سے ہوتا ہے ـــــ اور جو بھی ہو مذہب اور جمہور اہلِ ترجیح کے مخالف ہونا ہی اس بات کی کافی علامت ہے کہ وہ حجت بننے کے قابل نہیں۔

بلکہ میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے ـــــ تنور کا مسئلہ اس سے بھی موافقت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ اس قول کی تحقیق ـــ جیسا کہ رب کریم نے میرے دل میں القا کی ـــ یہ ہے کہ تین حالتیں ہوتی ہیں وہ یوں کہ نفسِ استرخاء تو نیند کے لئے مطلقاً لازم ہے۔ پھر استرخاء کے ساتھ کچھ بندش باقی رہتی ہے

ف۱: تطفل على الفتح

ف۲: تحقيق مناط النقض بالنوم على مختار الهداية۔

مالم يستغرق فاما غالبا كالنوم قائما او راكعا او على هيأة السنة ساجدا فان بقاءه على تلك الهيآت دليل واضح على غلبة الاستمساك او مغلوبا كالنوم قاعدا او راكبا و ينتفى اصلا فى صورة الاضطجاع و الاسترخاء و نحوهما فالاول لا ينقض مطلقا والثالث ينقض من دون فصل ومنه المتكئ الى ما لو ازيل سقط لان عدم سقوطه ليس لبقاء شئ من المسكة فيه بل للسند كميت يستند الى شئ والثانى يفصل فيه فان كان متمكن المقعدة لم ينقض لان التمكن يعارض غلبة الاسترخاء والا نقض و النوم على رأس التنور جالسا متمكنا مدليا من القسم الثانى قطعا دون الثالث اذ لو انتفى التماسك لسقط بل كون الجلوس على رأس وطيس حار مما يوجب تيقظ القلب اكثر مما لو كان حيث لا مخافة فى السقوط فيكون التمكن مانعا للنقض وهو الموافق للضابطة۔

ولكن هيبة تلك الكتب الكبار كانت تقعد فى عن الاجتراء على انكار هذا الفرع حتى رأيت الامام ابن امير الحاج الحلبى رحمه الله تعالى اورده فى

جب تک کہ استغراق نہ ہو، اب یہ بندشؕ یا تو غالب ہوتی ہے جیسے قیام یا رکوع یا سنت طریقہ پر سجدہ کی حالتوں میں سونا کیونکہ سونے والے کا ان حالتوں پر برقرار رہنا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ بندش غالب ہے ——یا یہ بندش مغلوب ہوتی ہے جیسے بیٹھے ہوئے یا سوار ہونے کی حالت میں سونا۔ اور کروٹ لیٹنے، چت لیٹنے اور ان دونوں جیسی صورتوں میں بندش بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے ——پہلی صورت مطلقاً ناقض نہیں، اور تیسری صورت بغیر کسی تفصیل کے ناقض ہے اور اسی قسم میں وہ شخص داخل ہے جو کسی ایسی چیز سے ٹیک لگائے ہوئے ہو کہ اگر اس کو زائل کیا جائے تو وہ گر پڑے، کیونکہ اس کا نہ گرنا بندش کے باقی رہ جانے کے باعث نہیں بلکہ محض ٹیک کی وجہ سے ہے جیسے مردے کو سہارے سے کھڑا کر دیا جائے۔ اور دوسری صورت میں تفصیل ہے اگر مقعد کو پوری طرح جماؤ حاصل ہے تو ناقض نہیں اس لئے کہ استقرار غلبۂ استرخاء کے معارض ہے۔ اور ایسا نہ ہو تو ناقض ہے۔ اور تنور کے کنارے بیٹھ کر اس میں پیر لٹکائے استقرار مقعد کے ساتھ سونا قطعاً قسم دوم سے ہے قسم سوم سے نہیں اس لئے کہ بندش اگر ختم ہو جاتی تو گر جاتا بلکہ گرم تنور کے سرے پر بیٹھنا ایسی جگہ سے زیادہ بیدار قلبی کا موجب ہے جہاں گرنے کا اندیشہ نہ ہو تو یہ استقرار نقض وضو سے مانع ہوگا۔ یہی ضابطہ کے مطابق ہے۔

لیکن ان بڑی بڑی کتابوں کی ہیبت اس جزئیہ کے انکار کی جسارت سے مجھے روکتی تھی یہاں تک کہ میں نے امام ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالے کو دیکھا کہ حلیہ میں یہ جزئیہ خانیہ سے نقل کیا

الحلیة عن الخانیة ثم قال وھو غیر ظاھر بل الاشبه عدم النقض لان مظنة الحدث من النوم مایتحقق معه الاسترخاء علی وجه الکمال والظاھر عدم وجود ذٰلك والا لسقط لفرض عدم المانع من استناد اوغیرہ[1] اھ وصح ذٰلك اجبت ان یجدد الوضوء ان وقع ذٰلك لانھا صورة نادرة فلا علینا ان نعمل فیھا بالاحتیاط بمعنی الخروج عن العھدة بیقین وان کان حقیقة الاحتیاط ھو العمل باقوی الدلیلین۔

پھر لکھا: "یہ غیر ظاہر ہے بلکہ اشبہ ناقض نہ ہونا ہے اس لئے کہ مظنۂ حدث (گمان حدث کا محل) وہ نیند ہے جس کے ساتھ استرخا ر کامل طور پر متحقق ہو۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ایسا استرخا متحقق نہ ہوگا ورنہ گر جائے گا کیونکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ ٹیک لگانا یا اس طرح کا اور کوئی مانع نہیں ہے۔" اھ۔ اس کے باوجود میں نے پسند یہ کیا کہ اگر یہ صورت واقع ہو جائے تو تجدید وضو کرلے کیونکہ یہ ایک نادر صورت ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ہم احتیاط پر عمل کرلیں، احتیاط کا معنیٰ یہ کہ یقینی طور پر عہدہ برآ ہو جائیں اگرچہ حقیقت احتیاط یہی ہے کہ قوی تر دلیل پر عمل ہو۔

ثم الذی سبق منه الی ذھن الحلیة ان سبب الاسترخاء نفس الادلاء حیث قال فالقیاس علی ھذا یفید انه لو رکب علی اکاف علی الدابة فادلی رجلیه من الجانبین کما یفعله بعضھم انه ینقض وھو غیر ظاھر[2] الخ۔

پھر اس جزئیہ سے صاحب حلیہ کا ذہن اس طرف گیا کہ استرخا کا سبب خود پاؤں لٹکانا ہے اس طرح کہ وہ فرماتے ہیں: "اس پر قیاس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کسی جانور کے پالان پر سوار ہو کر دونوں جانب سے دونوں پاؤں لٹکا لئے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں تو وضو ٹوٹ جائے اور یہ غیر ظاہر ہے الخ۔

قلت ھکذا فی نسختی وھی سقیمة جدا والظاھر فادلی رجلیه من احد الجانبین لان ھذا

قلت میرے نسخۂ حلیہ میں اسی طرح ہے اور یہ نسخہ بہت سقیم ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ عبارت اس طرح ہوگی: فادلی رجلیه من احد

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " " "

هو الذي يفعله البعض دون العامة وهو المشابه للادلاء في التنور فسقط لفظ احد من قلم الناسخ۔

اقول لكن يرد عليه ؛ ان[ف۱] الادلاء ان كان سببه فالادلاء من الجانبين اولى لزيادة الانفراج يحصل به في المقعدة مع ان المصرح به في الخانية نفسها والكتب قاطبة انه ان نام على ظهر الدابة في سرج او اكاف لا ينتقض وضوؤه لعدم استرخاء المفاصل[۱] اھ۔

وثانيا[ف۲] قد قال في الخلاصة وغيرها ان نام متربعا لا ينقض الوضوء وكذا لو نام متوركا وهو ان يبسط قدميه عن جانب ويلصق اليتيه بالارض[۲] اھ۔

فلا يدخل الادلاء المذكور

الجانبین۔ ایک جانب سے اپنے دونوں پاؤں لٹکالے۔ اس لئے کہ اکثر کے برخلاف بعض لوگ اسی طرح کرتے ہیں اور یہی تنور میں پاؤں لٹکانے کے مشابہ بھی ہے تو کاتب کے قلم سے لفظ "احد" چھوٹ گیا ہے۔

اقول لیکن اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں، اوّل اگر استرخا کا سبب پاؤں لٹکانا ہے تو دونوں جانب سے پاؤں لٹکانا بدرجۂ اولٰی اس کا سبب ہوگا اس لئے کہ اس سے مقعد کو زیادہ کشادگی مل جاتی ہے باوجودیکہ خود خانیہ میں اور تمام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اگر جانور کی پشت پر زین یا پالان میں سوگیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ استرخائے مفاصل نہ ہوگا (جوڑ ڈھیلے نہ پڑیں گے) اھ۔

دوم خلاصہ وغیرہا میں ہے اگر چارزانو بیٹھ کر سوگیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اسی طرح اگر بطور تورک بیٹھ کر سوگیا۔ تورک کی صورت یہ ہے کہ دونوں پاؤں ایک طرف کو پھیلا دے اور سرینوں کو زمین سے ملادے اھ۔

تو کیا تنور میں پاؤں لٹکانے کی مذکورہ صورت

ف۱: تطفل على الحلية

ف۲: تطفل آخر عليها

۱؎ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

۲؎ خلاصۃ الفتاوٰی " الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۹

فی ھذا التفسیر بل ھو امکن للمقعدۃ من بسط القدمین علی محل مستو کما لایخفی۔

اس صورت میں داخل نہ ہوگی بلکہ اس میں مقعد کو زیادہ قرار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ دونوں پاؤں کسی ہموار جگہ پھیلائے جائیں۔ جیسا کہ واضح ہے۔

بل الوجہ عندی ان المراد تنور حار فیہ شیئ من الجمرات او بقیۃ من حرارۃ الایقاد کما اومأت الیہ فان الحر یوجب الارخاء ولذا عبروا بالتنور دون الکرسی مع کون الجلوس علی التنور بھذا الوجہ فی غایۃ الندور وعلی الکرسی معھود مشھور واللہ تعالٰی اعلم۔

بلکہ میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ مراد ایسا گرم تنور ہے جس میں کچھ انگارے ہیں یا بھڑکانے سے جو گرمی پیدا ہوئی تھی کچھ باقی رہ گئی ہے جیسا کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا اس لئے کہ گرمی اعضا میں ڈھیلاپن لانے کا سبب ہوتی ہے اسی لئے تنور سے تعبیر کی گئی ہے کرسی سے تعبیر نہ ہوئی باوجودیکہ تنور پر اس انداز سے بیٹھنا انتہائی نادر ہے اور کرسی پر بیٹھنا معروف ومشہور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

الخامسۃ النوم[ف۱] لیس بنفسہ حدثا بل لما عسی ان یخرج وعلیہ العامۃ بل حکی فی التوشیح الاتفاق علیہ وھو الحق لحدیث ان العین وکاء السہ[۱] ولذا لم ینتقض[ف۲] وضوؤہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالنوم

افادہ خامسہ: نیند بذاتِ خود حدث نہیں بلکہ خروج ریح کا گمان غالب ہونے کی وجہ سے حدث ہے۔ اسی پر عامہ علماء ہیں بلکہ توشیح میں اس پر اجماع واتفاق کی حکایت کی ہے۔ اور یہی حق ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ آنکھ مقعد کا بندھن ہے۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں

ف۱: مسئلہ نیند خود ناقضِ وضو نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ سوتے میں خروج ریح کا ظن غالب ہے۔

ف۲: مسئلہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا وضو سونے سے نہ جاتا۔

۱؎ تاریخ بغداد ترجمہ بکر بن یزید ۳۵۲۷ دار الکتاب العربی بیروت ۷/ ۹۲
سنن الدارقطنی باب فیما روی فیمن نام قاعدا الخ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۳۷۷

كما ثبت فى الصحيحين[1] عن ابن عباس رضى الله تعالٰى عنهما و ذلك لقوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم ان عينى تنامان ولاينام قلبى رواه الشيخان[2] عن ام المؤمنين رضى الله تعالٰى عنها وعدوه من خصائصه صلى الله تعالٰى عليه وسلم كما فى الفتح عن القنية[3]۔

قلت اى بالنسبة الى الامة والا فالانبياء جميعا كذلك عليهم الصلٰوة والسلام لحديث الصحيحين عن انس رضى الله تعالٰى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم الانبياء تنام اعينهم ولا

ٹوٹتا جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت ہے۔ اور اس کا سبب حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "بیشک میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا"۔ اسے شیخین (بخاری ومسلم) نے اُم المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ اور اسے علمائے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے، جیسا کہ فتح القدیر میں قنیہ سے منقول ہے۔

قلت یعنی اُمت کے لحاظ سے سرکار کی یہ خصوصیت ہے ورنہ تمام انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا یہی وصف ہے اس لئے کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں

ف: انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سوتا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوضوء ۱/ ۲۶ و ۳۰ وکتاب الاذان ۱/ ۱۱۹ و ابواب الوتر ۱/ ۱۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۸۳

[2] صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب صلٰوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ودعائہ باللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۰
" " " باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " ۱/ ۲۵۴
صحیح البخاری کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ " " ۱/ ۱۵۴

[3] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۳

تنام قلوبهم[1]۔

سوتے۔"

فان فہم ما فی کشف الرمز[1] ان مقتضی کونه من الخصائص ان غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من الانبیاء علیهم الصلٰوۃ والسلام لیس کذٰلک[2] اھ۔

تو (خصوصیت بہ نسبت امت مراد لینے سے) وہ شبہہ دُور ہوگیا جو کشف الرمز میں پیش کیا ہے کہ اس امر کے خصائص سرکار سے ہونے کا مقتضا یہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا یہ حال نہیں اھ۔

وھل یجوز ان یکون[2] ذٰلک لاحد من اکابر الامة وراثة منه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، قال المولی ملك العلماء بحرالعلوم عبدالعلی محمد رحمه اللہ تعالٰی فی الارکان الاربعة ان قال احد ان کان فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من بلغ رتبة لایغفل فی نومه بقلبه انما تغفل

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ سرکار اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی وراثت کے طور پر ان کی امت کے اکابر میں سے کسی کو یہ وصف مل جائے؟ ملک العلماء بحرالعلوم مولانا عبدالعلی محمد رحمۃ اللہ تعالٰی ارکانِ اربعہ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی اس رتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے نیند میں اس کا دل

ف۱: تطفل علی العلامة المقدسی۔

ف۲: ملک العلماء بحرالعلوم مولٰنا عبدالعلی نے فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وراثت سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی یہ مرتبہ تھا کہ حضور کا وضو سونے سے نہ جاتا، آنکھیں سوتیں دل بیدار رہتا، اور اکابر اولیاء جو اس مرتبہ تک پہنچے ہوں اگرچہ حضور غوث اعظم کے مراتب تک نہیں پہنچ سکے، تو یہ کہنا حق سے بعید نہ ہوگا اور مصنف کا حدیث سے اس کی تائید کرنا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۰۴
کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن انس حدیث ۳۲۲۴۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۷۶
[2] فتح المعین بحوالہ کشف الرمز کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۷

عيناه بيمن اتباعه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كالشيخ الامام محى الدين عبد القادر الجيلانی قدس سره وغيره ممن وصل الى هذه الرتبة وان لم يصل مرتبته رضی الله تعالیٰ عنه لم يكن قوله بعيدا عن الصواب فافهم[1] اھ

غافل نہ ہوتا صرف اس کی آنکھیں غافل ہوتیں، جیسے امام محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اور ان کے علاوہ وہ اکابر جن کا یہ وصف رہا ہو اگرچہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے تک ان کی رسائی نہ ہو، تو یہ قول حق سے بعید نہ ہوگا! فافہم اھ۔

اقول ليس من الشرع حجر فی ذلك انه لايجوز الا للنبی والامر فيه وجدانی يعلمه من يرزقه فلا وجه للانكار وقد اخرج الترمذی وقال حسن عن ابی بكرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يمكث ابو الدجال وامه ثلثين عاما لا يولد لهما ولد ثم يولد لهما غلام اعور اضر شئ واقله منفعة تنام عيناه ولا ينام قلبه[2] الحديث۔

اقول شریعت سے اس بارے میں کوئی روک نہیں کہ یہ نبی کے سوا اور کے لئے نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ وجدان کا ہے جسے یہ نصیب ہو وہی اس سے آشنا ہوگا تو انکار کی کوئی وجہ نہیں — ترمذی نے حَسَن بتاتے ہوئے — حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: دجّال کا باپ اور اس کی ماں تیس ۳۰ سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کے ہاں کوئی بچّہ نہ پیدا ہوگا پھر ان کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک آنکھ کا ہوگا ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہ سوئے گا۔ الحدیث۔

وفيه ولادة ابن صياد وقول والديه اليهوديين ولد لنا غلام اعور اضر شئ و

اور اس حدیث میں ابن صیاد کے پیدا ہونے اور اس کے یہودی ماں باپ کے یہ کہنے کا بھی ذکر ہے کہ ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے

---

[1] رسائل الارکان الرسالۃ الاولیٰ فی الصلوٰۃ فصل فی الوضو مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۸

[2] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۰۹

واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولاینام قلبہ[1] وفیہ قولہ عن نفسہ نعم تنام عینای ولا ینام قلبی[1]

جو ایک آنکھ کا ہے ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا۔ اور اس میں خود ابن صیاد کا اپنے متعلق یہ قول مذکور ہے کہ ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

قال القاری قال القاضی رحمہ اللہ تعالٰی ای لاتنقطع افکارہ الفاسدۃ عنہ عند النوم لکثرۃ وساوسہ وتخیلاتہ وتواتر مایلقی الشیطان الیہ کما لم یکن ینام قلب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من افکارہ الصالحۃ بسبب ما تواتر علیہ من الوحی والالہام[2] اھ۔

مولانا علی قاری لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: یعنی سونے کے وقت بھی اس کے فاسد خیالات کا سلسلہ اس سے منقطع نہ ہوگا کیونکہ اس کے لئے وسوسوں اور خیالات کی کثرت ہوگی متواتر و مسلسل شیطان اسے یہ سب القا کرتا رہے گا جیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا قلب ان کے صالح و پاکیزہ افکار سے خوابیدہ نہ ہوتا کیونکہ مسلسل ان پر وحی والہام ہوتا رہتا اھ۔

اقول لقد ثقلت ف ہذہ الکاف علی واحسن منہ قول مرقاۃ الصعود ان ہذا کان من المکر بہ لیستیقظ القلب فی الفجور والمفسدۃ لیکون ابلغ فی عقوبتہ بخلاف استیقاظ قلب المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی

اقول یہ "جیسے" مجھ پر گراں گزر رہا ہے اس سے بہتر مرقاۃ الصعود میں امام جلال الدین سیوطی کی عبارت ہے وہ لکھتے ہیں: "یہ اس کے ساتھ خفیہ تدبیر تھی کہ فساد و فجور میں اس کا دل بیدار رہے تاکہ اس کا عقاب بھی سخت تر ہو بخلاف قلب مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیداری کے کہ

ف: تطفل علی الامام القاضی عیاض والعلامۃ علی القاری۔

---

[1] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۰۹

[1] ایضاً

[2] مرقاۃ المفاتیح " باب قصہ ابن صیاد تحت الحدیث ۵۵۰۳ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۹/ ۴۳۴

علیہ وسلم فانہ فی المعارف الالٰھیۃ ومصالح لاتحصی فہوراقم لدرجاتہ ومعظم لشانہ اھ۔[1]

وبالجملۃ اذا جاز ھذا الدجال ولابن صیاد استدرجالھما فلان یجوز لکبراء الامۃ بوراثۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰی واحرٰی۔

ثم رأیت العارف باللہ سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ الربانی نقل فی المبحث الثانی والعشرین من کتاب الیواقیت والجواھر عن سیدی الشیخ محمد المغربی رحمہ اللہ تعالٰی انہ کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول ان من ادعی رؤیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما رأتہ الصحابۃ فھوکاذب وان ادعی انہ یراہ بقلبہ حال کون القلب یقظانا فھذا لایمنع منہ وذٰلک لان من بالغ فی کمال الاستعداد بتنظیف القلب من الرذائل المذمومۃ حتی من خلاف الاولٰی صار محبوبا للحق تعالٰی واذا احب الحق تعالٰی عبدا کان فی نومہ من کثرۃ

وُہ معارفِ الٰہیہ اور مصالح بے حد وشمار میں ہوتی وہ ان کے درجات کی بلندی اور شانِ گرامی کی عظمت کا سبب تھی اھ۔

الحاصل جب یہ بطور استدراج دجال اور ابنِ صیاد کے لئے ہوسکتا ہے تو مصطفٰی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی وراثت میں ان کی امت کے بزرگوں کے لئے بدرجۂ اولٰی ہوسکتا ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ عارف باللہ سیّدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر فی عقائدالاکابر" کے بائیسویں مبحث میں سیّدی شیخ محمد مغربی رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے تھے کہ جو یہ دعوٰی کرے کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے جیسے صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر یہ دعوٰی کرے کہ وُہ قلب کے بیدار ہونے کی حالت میں اپنے قلب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتا ہے تو اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اس لئے کہ جو شخص بُری عادات یہاں تک کہ خلافِ اَولٰی سے بھی دل کو صاف ستھرا کرکے کمال استعداد پیدا کرلے وہ حق تعالٰے کا محبوب بن جاتا ہے اور جب حق تعالٰے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو وہ اپنی نورانیتِ قلب کی فراوانی کی

---

[1] مرقاۃ الصعود الٰی سنن ابی داوٗد للسیوطی۔

نورانیۃ قلبہ کانہ یقظان[1] الخ۔

وجہ سے خواب کی حالت میں بھی گویا بیدار ہوتا ہے الخ۔

ثم رأیت وللہ الحمد ماھو اصرح قال سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی الباب الثامن والتسعین من الفتوحات المکیۃ من شرط الولی الکامل ان لاینام لہ قلب بحکم الارث لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وذلك لان الکامل مطالب بحفظ ذاتہ الباطنۃ عن الغفلۃ کما یحفظ ذاتہ الظاھرۃ[2] ونقلہ المولی الشعرانی فی الکبریت[3] الاحمر مقرا علیہ واللہ تعالٰی اعلم۔

پھر میں نے اس سے بھی زیادہ صریح دیکھا۔ وللہ الحمد ـــــ سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحاتِ مکیہ کے باب ۹۸ میں لکھتے ہیں، ولی کامل کی شرط یہ ہے کہ بحکم وراثت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کا قلب نہ سوئے اس لئے کہ کامل سے اس امر کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنی ذات باطن کو غفلت سے محفوظ رکھے جیسے اپنی ذات ظاہر کو بیداری کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اھ ـــــ اسے امام شعرانی نے کبریت احمر میں نقل کرکے برقرار رکھا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

ثم وقع الخلف بینھم فی سائر النواقض سوی النوم ھل تکون ناقضۃ من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ام لا۔

پھر ان حضرات کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ نیند کے سوا دیگر نواقض سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں؟

اقول ای ما امکن منھا

اقول مراد وہ نواقض ہیں جو حضرات

ف مسئلہ نیند کے سوا باقی اور نواقض سے بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں اس میں اختلاف ہے، علامہ قہستانی وغیرہ نے فرمایا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہ جاتا اور مصنف کی تحقیق کہ نواقض حکمیہ مثل خواب وغشی سے نہ جاتا اور نواقض حقیقیہ مثل بول وغیرہ سے ان کی عظمت شان کے سبب جاتا رہتا۔

---

[1] الیواقیت والجواہر المبحث الثانی والعشرون داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۳۹

[2] الفتوحات المکیۃ الباب الثامن والتسعون فی معرفۃ مقام السھر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۸۲

[3] الکبریت الاحمر مع الیواقیت والجواہر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۸ و ۲۲۹

علیهم لاکجنون[ف۱] اوقهقهة[ف۲] فی الصلوٰة وما ضاهاهما مما هو[ف۳] محال علیهم صلوات الله تعالٰی وسلامه علیهم ففی الدر المختار العته[ف۴] لاینقض کنوم الانبیاء علیهم الصلوٰة و السلام وهل ینقض اغماؤهم وغشیهم ظاهر کلام المبسوط نعم[۱] اھ واعترضه السید علی الازهری بعبارة القهستانی لانقض من الانبیاء علیهم الصلوٰة و السلام فلاحاجة الی تخصیص النوم بعدم النقض وحینئذ یکون وضوؤهم تشریعا للامم[۲] اھ۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے ممکن ہیں وہ نہیں جو ان کے لئے محال ہیں صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم، جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ اور اس کے مثل ــــ درمختار میں ہے عتہ (جنون سے کم درجہ کا ایک دماغی خلل) کسی کے لئے ناقضِ وضو نہیں، جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیند ناقضِ وضو نہیں۔ ان حضرات کے لئے اِغماء اور بیہوشی ناقض ہے یا نہیں؟ مبسوط کا کلام اثبات میں ہے اھ ــ اس پر سید علی ازہری نے قہستانی کی یہ عبارت پیش کی: "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہ جاتا" اور درمختار پر اعتراض کیا کہ جب حکم عام ہے تو نیند کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اس صورت میں ان حضرات کا وضو فرمانا امتوں کے لئے شریعت جاری کرنے اور قانون بنانے کے لئے تھا اھ۔

ف۱: مسئلہ جنون سے وضو جاتا رہتا ہے۔

ف۲: مسئلہ نمازِ جنازہ کے سوا اور نماز میں بالغ آدمی جاگتے میں ایسا ہنسے کہ اوروں تک ہنسی کی آواز پہنچے تو وضو بھی جاتا رہے گا۔

ف۳: مسئلہ بعض نواقضِ وضوء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے یُوں ناقض نہیں کہ اُن کا وقوع ہی اُن سے محال ہے جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ۔

ف۴: بوہرا ہوجانا یعنی دماغ میں معاذ اللہ خلل پیدا ہو رہے فاسد ہو جائے آدمی کبھی عاقلوں کی سی باتیں کرے کبھی پاگلوں کی سی، مگر مجنون کی طرح لوگوں کو مارتا گالیاں دیتا نہ ہو تو اس حالت کے پیدا ہونے سے وضو نہیں جاتا۔

۱؎ الدر المختار	کتاب الطهارة	مطبع مجتبائی دہلی	۱/ ۲۷
۲؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار	"	المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ	۱/ ۸۲
فتح المعین	"	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱/ ۴۷

وتبعه[ف۱] ولده السید ابوالسعود لکن استثنی الاغماء والغشی بدلیل ماعن المبسوط قال وصرح منه ماوجدته بخط شیخنا (ف ابیه) حیث قال ونوم الانبیاء لاینقض واغماؤهم وغشیهم ناقض اھ[۱] قال والحاصل ان ما ذکره القهستانی من تعمیم عدم النقض بالنسبة لماعدا الاغماء و الغشی والا یلزم ان یکون کلامه منافیا لما سبق عن المبسوط اھ[۲]۔

واُرِیتنی کتبت علیه اقول اولا[ف۲] لاغرو فی المنافاة بعد اختلاف الروایات وثانیا لایظهر ولن یظهر وجه اصلا یفید النقض بالغشی والاغماء لا بالفضلات بل الظاهر ان الغشی والاغماء مثل النوم لان النقض بهما انما هو حکما لما عسی ان یخرج فالظاهر عدم نقض وضوئهم صلی الله تعالٰی علیهم وسلم بهما مثله و

اس کلام پر ان کے فرزند سید ابوالسعود نے بھی ان کا اتباع کیا مگر عبارت مبسوط کے پیشِ نظر اغماء اور غشی کا استثناء کیا اور فرمایا اس سے زیادہ صریح وہ ہے جو میں نے اپنے شیخ یعنی اپنے والد کی تحریر میں پایا انھوں نے لکھا ہے کہ "انبیاء کی نیند ناقض نہیں اور ان کا اغما اور غشی ناقض ہے" اھ — انھوں نے کہا کہ حاصل یہ ہے کہ قہستانی نے وضو نہ جانے کا حکم جو عام بتایا ہے وہ اغما و غشی کے ماسوا کے لئے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ان کا کلام مبسوط کی سابقہ عبارت کے مخالف ہو اھ۔

میں نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے: **اقول** اوّلاً روایات میں اختلاف ہونے کی صورت میں اگر منافات ہوگئی تو کوئی حیرت کی بات نہیں **ثانیاً** کوئی ایسی وجہ ظاہر نہیں اور نہ ہرگز کبھی ظاہر ہوگی جو یہ افادہ کرے کہ فضلات سے تو وضو نہ جائے اور غشی و اغماء سے چلا جائے — بلکہ ظاہر یہ ہے کہ غشی اور اغما نیند کی طرح ہیں اس لئے کہ ان دونوں سے وضو ٹوٹنے کا حکم خروجِ ریح کے گمانِ غالب کے باعث ہے۔ تو ظاہر یہ ہے کہ نیند کی طرح ان دونوں سے بھی حضرات انبیاء صلے اللہ تعالٰی علیہم وسلم کا وضو

ف۱: تطفل علی سید ابوالسعود

ف۲: تطفل اٰخر علیہ

۱؎ فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۴۷

۲؎ " " "

ان قيل بالنقض بمثل البول لا لانه منهم نجس حقيقة بل لانه نجس فی حقهم خاصة لعظم شانهم وعلو مكانهم عليهم الصلوٰة والسلام ابدا من رحمانهم اهـ[1]

نہ جائے اگرچہ پیشاب جیسی چیز سے وضو جانے کا حکم کیا جائے اس وجہ سے نہیں کہ ان سے یہ حقیقۃً نجس ہے بلکہ ان کی عظمت شان اور بلندی مرتبت کی وجہ سے خاص ان کے حق میں حکماً نجس ہے ان پر ان کے رب رحمٰن کی طرف سے دائمی درود و سلام ہو اھ حاشیہ ختم۔

ثم رأیت العلامة ط نقل فی حاشية المراقی بعد جزمه ان لانقض من الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام (ماینحو منحی بعض ما ذكرت حيث قال) بحث فيه بعض الحذاق بانه اذا كان الناقض الحقيقی المتحقق غير ناقض فالحكمی المتوهم اولٰی علی ان ما فی المبسوط ليس بصريح ولو سلم فيحمل علی انه رواية اھ[2] واعتمد فی حاشية الدر ماشی عليه ابو السعود قال" وظاهره ان الاغماء والغشی نفسهما ناقضان لا مالا يخلوان عنه والالكانا غير ناقضين فی حقهم ايضا اھ"[3]

پھر میں نے دیکھا کہ علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں پہلے تو اس پر جزم کیا کہ کسی چیز سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو نہ جاتا پھر کچھ ویسا ہی کلام ذکر کیا جو میں نے لکھا، وہ فرماتے ہیں، اس میں بعض ماہرین نے بحث کی ہے کہ جب ناقض حقیقی متحقق ناقض نہیں تو حکمی متوہم بدرجۂ اولٰی نہ ہوگا علاوہ ازیں مبسوط کی عبارت صریح نہیں اگر مان بھی لی جائے تو اس پر محمول ہوگی کہ وہ ایک روایت ہے اھ اور انھوں نے درمختار کے حاشیہ میں اس پر اعتماد کیا ہے جس پر ابوالسعود گئے، لکھتے ہیں: "اور ظاہر یہ ہے کہ اغما و غشی بذات خود حدث ہیں اس ظن ریح کے باعث نہیں جس سے یہ دونوں خالی نہیں ہوتے ورنہ ان حضرات کے حق میں یہ دونوں بھی ناقض نہ ہوتے" اھ

اقول ھذا(ف) ان تم يصلح

اقول یہ کلام اگر تام ہو تو بعض ماہرین

ف: معروضة علی العلامة ط۔

[1] حواشی فتح المعین للامام احمد رضا قلمی فوٹو ص ۱

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل ینقض الوضوء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۰ و ۹۱

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۲

جوابا عن بحث بعض الحذاق لکن الذی[ف1] علیه کلمات العلماء عدهما کالنوم من النواقض الحکمیة وهو مفاد الهدایة حیث علل الاغماء بالاسترخاء ونقل العلامة ش عن ابن عبد الرزاق عن المواهب اللدنیة نبه السبکی علی ان[ف2] اغماءهم علیهم الصلوة والسلام یخالف اغماء غیرهم وانما هو عن غلبة الاوجاع للحواس الظاهرة دون القلب وقد ورد تنام اعینهم لاقلوبهم فاذا حفظت قلوبهم من النوم الذی هو اخف من الاغماء فمنه بالاولی[1] اھ، وبه یتجه البحث۔

قلتُ[ف3] والعجب ان السید ط ذکر هذا الاستظهار عاد فاورد البحث ثم قال هذا ینافی ما ذکره الملا علی القاری فی شرح الشفاء من الاجماع

کی اس بحث کا جواب ہوسکتا ہے ۔ لیکن کلماتِ علماء جس پر ہیں وہ یہی ہے کہ ان دونوں کا شمار نواقضِ حکمیہ میں ہے ۔ یہی ہدایہ کا بھی مفاد ہے اس لئے کہ اغما کے ناقض ہونے کی علت استرخا بتائی ہے ۔ علامہ شامی نے ابن عبد الرزاق کے حوالے سے مواہبِ لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ علامہ سبکی نے اس پر تنبیہ فرمائی کہ انبیاء علیہم السلام کو غشی آنا دوسروں کے برخلاف ہے ان کا اغماء قلب پر نہیں بلکہ صرف حواس ظاہرہ پر درد و تکلیف کے غلبہ سے ہوتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتے ۔ تو جب ان کے قلوب اغما سے ہلکی چیز نیند سے محفوظ رکھے گئے تو اغما سے بدرجہ اولٰی محفوظ ہوں گے اھ۔ اس سے اس بحث کی وجہ و دلیل ظاہر ہوجاتی ہے۔

قلتُ عجب یہ کہ سید طحطاوی اس استظہار کے بعد پلٹ کر پھر وہی بحث لائے پھر کہا: "یہ اس کے منافی ہے جو ملا علی قاری نے شرح شفا میں بیان کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ حضور

ف1: مسئلہ غشی و بیہوشی سے وضو جاتا ہے مگر یہ خود ناقضِ وضو نہیں بلکہ اسی ظن خروج ریح وغیرہ کے سبب سے۔

ف2: غشی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسم ظاہر پر بھی طاری ہوسکتی دل مبارک اس حالت میں بھی بیدار و خبردار رہتا۔

ف3: معروضة اخری علی العلامة ط۔

---

[1] رد المحتار کتاب الطہارۃ مطلب نوم الانبیاء غیر ناقض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۰

علی انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی نواقض الوضوء کالامة الاماصح من استثناء النوم لانه کان صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تنام عیناه ولاینام قلبه وقد حکی فی الشفاء قولین بالطهارة و النجاسة فی الحدثین منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم[1] اھ۔

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نواقضِ وضو کے حکم میں امّت کی طرح ہیں مگر نیند کا استثناء بطریق صحیح ثابت ہے کیونکہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا ــــ اور شفا میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دونوں حدث سے متعلق دونوں قول طہارت اور نجاست کے حکایت کئے ہیں اھ۔

اقول والقول الفصل عندی ان لانقض منهم صلی الله تعالیٰ علیه بالنوم والغشی ونحوهما مما یحکم فیه بالحدث لمکان الغفلة، واما النواقض الحقیقیة منا فتنقض منهم ایضا صلوات الله تعالیٰ وسلامه علیهم لا لانها نجسة کلا بل هی[ف] طاهرة بل طیبة حلال الاکل والشرب لنا من نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما دل علیه غیرما حدیث بل لانها نجاسة فی حقهم صلی الله

اقول میرے نزدیک قول فیصل یہ ہے کہ نیند، غشی اور ان دونوں جیسی چیزیں جن میں جائے غفلت کے باعث حدث کا حکم ہوتا ہے ایسی چیزوں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو نہ جاتا ــــ لیکن ہمارے حق میں جو نواقض حقیقیہ ہیں وہ ان حضرات صلوات اللہ تعالٰی و سلامہ علیہم کے حق میں بھی ناقض ہیں اس وجہ سے نہیں کہ نجس ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ طاہر بلکہ طیب ہیں ہمارے لئے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ان کا کھانا پینا حلال ہے، جیسا کہ متعدد حدیثوں سے ثابت ہے، بلکہ اس لئے ناقض ہیں کہ ان چیزوں کے لئے ان حضرات کے

ف: مسئلہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب و طاہر ہیں جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعثِ شفا و سعادت مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۲

تعالیٰ علیہم وسلم لرفعۃ مکانھم ونہایۃ نزاھۃ شانھم کما اشرت الیہ فھذا ما نختارہ ونرجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حق میں حکم نجاست ہے جس کا سبب ان کی رفعت مکان اور انتہائی نزاہت شان ہے جیسا کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ یہی وجہ ہے جسے ہم اختیار کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حق یہی ہوگا۔

والعجب ان العلامۃ القھستانی[1] مع تصریحہ بما مر جعل ھذا البحث مستغنی عنہ فقال ولانقضاء زمن الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام لایحتاج فی ھذا الکتاب الی ان یقال ان نومھم غیر ناقض[1]۔

اور تعجب ہے کہ علامہ قہستانی نے سابقہ تصریح کے باوجود یہ کہا کہ اس بحث کی ضرورت نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں "چوں کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا زمانہ گزر گیا اس لئے اس کتاب میں یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ ان کی نیند ناقض نہیں" اھ

اقول بلٰی لیوشکن ان ینزل عیسٰی بن مریم علیہما الصلوۃ والسلام علا ان العلم بخصائصھم ومناقبھم علیہم الصلوۃ والسلام مطلوب مرغوب وکانہ یشیر الی الجواب عن ھذا بقولہ فی ھذا الکتاب ای ان محلہ کتب الفضائل دون الفقہ۔

اقول کیوں نہیں، عنقریب عیسٰی بن مریم علیہما الصلوۃ والسلام نزول فرمانے والے ہیں علاوہ ازیں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے خصائص و مناقب سے آشنائی مطلوب و مرغوب ہے۔ شاید اسکے جواب کی طرف "اس کتاب میں" کہہ کر وہ اشارہ کر رہے ہیں کہ اس کے بیان کا موقع کتب فضائل میں ہے کتب فقہ میں نہیں۔

وفیہ[2] ان الطالب ربما یطلع علی حدیث الصحاح انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی نفخ فاتاہ بلال فاذنہ بالصلوۃ فقام وصلی ولم یتوضأ[2]، فینبغی

مگر اس پر یہ کلام ہے کہ طالب علم صحاح کی اس حدیث سے آشنا ہوگا کہ "حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نیند آئی یہاں تک کہ سونے کی آواز آئی پھر حضرت بلال نے حاضر ہو کر نماز کی اطلاع دی تو سرکار نے اٹھ کر نماز ادا کی اور وضو نہ فرمایا"،

ف۱: معروضۃ علی العلامۃ القھستانی

ف۲: معروضۃ اخرٰی علیہ۔

---

[1] جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۳۷

[2] صحیح البخاری کتاب الوضوء باب التخفیف فی الوضوء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶

" کتاب الاذان باب وضوء الصبیان الخ " " " ۱/۱۱۹

اعلامه ان هذا من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم.

ثم من المتفرع على ان النوم نفسه ليس ناقض ما في حاشية العلامة احمد ابن الشلبي على التبيين سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينتقض وضوؤه بالنوم (فاجبت) بعدم النقض بناء على ما هو الصحيح ان النوم نفسه ليس بناقض وانما الناقض ما يخرج ومن ذهب الى ان النوم نفسه ناقض لزمه نقض وضوء من به انفلات الريح بالنوم والله تعالى اعلم[1] اھ۔

ونقله ط على مراقي الفلاح فاقر لكن قال في النهر ينبغي ان يكون عينه اى النوم ناقضا اتفاقا فيمن فيه انفلات ريح اذ ما لا يخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ينقض فالمتوهم

تو اسے یہ بتانا چاہیے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

پھر اس مسئلہ پر کہ نیند بذاتِ خود ناقض نہیں، علامہ احمد ابن الشلبی کے حاشیۂ تبیین الحقائق کا یہ کلام متفرع ہے ۔ وہ لکھتے ہیں: مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو انفلاتِ ریح (برابر ہوا چھوٹتے رہنے) کا مریض ہے کہ نیند سے اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ نہ ٹوٹے گا اس بنیاد پر کہ صحیح یہی ہے کہ نیند خود ناقض نہیں، ناقض وہی خارج ہونے والی ریح ہے ۔ اور جس کا مذہب یہ ہے کہ نیند خود ناقض ہے اس کو اس کا قائل ہونا لازم ہے کہ جو انفلاتِ ریح کا مریض ہے اس کا وضو نیند سے ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اھ۔

اسے علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں نقل کرکے برقرار رکھا لیکن النہر الفائق میں ہے کہ جسے انفلاتِ ریح کا مرض ہے اس کے حق میں خود نیند کے ناقض ہونے کا حکم بالاتفاق ہونا چاہیے اس لئے کہ سونے والا (بطورِ ظن) جس چیز سے خالی نہیں ہوتا اگر اس کا وجود متحقق ہو تو ناقض نہیں پھر متوہّم تو بدرجۂ اولیٰ

ف: مسئلہ جسے ریح کا عارضہ حدِ معذوری تک ہو اس کا وضو سونے سے نہ جانا چاہیے۔

---

[1] حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۵۲

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح " فصل ینقض الوضوء " " " ص ۹۰

اولٰی[1] اھ نقلہ ش۔

اقول ظاھرہ یشبہ التناقض فان مفاد التعلیل عدم النقض اذ لما علمنا ان النوم لاینقض بنفسہ بل لمایتوھم فیہ وھٰھنا محققہ لاینقض فماظنک بالموھوم وجب الحکم بعدم النقض لکن محط نظرہ رحمہ اللہ تعالٰی استبعاد ان یصلی الرجل العشاء فی اول الوقت فینام ولایزال مستغرقا فی النوم طول اللیل الی قبیل الصباح ثم یقوم کما ھو فیجعل یصلی التھجد ولایمس ماء فاضطر الی الحکم بجعل النوم نفسہ ناقضا فی حقہ۔

اقول کیف یعدل عن حق معول لمجرد استبعاد لاجرم ان قال الشامی بعد نقلہ "فیہ نظر والاحسن ما فی

نہ ہوگا اھ۔ اسے علامہ شامی نے نقل کیا۔

اقول اس کلام کا ظاہر گویا تناقض کا حامل ہے اس لئے کہ مدعا یہ ہے کہ ناقض ہو اور تعلیل کا مفاد یہ ہے کہ ناقض نہ ہو، کیوں کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ نیند بذاتِ خود ناقض نہیں بلکہ اس کی وجہ سے جو نیند کی حالت میں متوہّم ہے۔ اور یہاں وہی چیز جب تحقیقی طور پر موجود ہے اور ناقض نہیں تو موہوم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ضروری ہے کہ ناقض نہ ہونے ہی کا حکم ہو۔ لیکن صاحبِ نہر رحمہ اللہ تعالٰی کا مطمحِ نظر اس امر کو بعید قرار دینا ہے کہ وہ شخص اوّل وقت میں عشا کی نماز ادا کرکے سوجائے اور رات بھر صبح کے ذرا پہلے تک نیند میں مستغرق رہے پھر اٹھ کر ویسے ہی نمازِ تہجد پڑھنے لگے اور پانی کو ہاتھ بھی نہ لگائے اس کے لئے ناچار اس کے حق میں نیند کو ناقض قرار دینے کا حکم کیا۔

اقول محض ایک استبعاد کے باعث حقِ معتمد سے انحراف کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی حقیقت کے پیشِ نظر علامہ شامی نے کلامِ نہر نقل کرنے کے بعد اسے محلِ نظر بتایا اور کہا کہ "احسن

ف: تطفل علی النہر۔

---

[1] النہر الفائق کتاب الطہارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶

ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نوم من بہ انفلات ریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

فتاوی ابن الشلبی اھ[1]۔

اقول ولاتظن ان النوم مظنۃ الانتشار والانتشار مظنۃ خروج المذی فان المظنۃ الثانیۃ غیر مسلمۃ لعدم الغلبۃ ولذا قال فی الحلیۃ اذا لم یکن الرجل مذاء فالانتشار لایکون مظنۃ تلک البلۃ[2] اھ۔

ولذا صرحوا بعدم سنیۃ الاستنجاء من النوم کما فی الدر وغیرہ فالاظہر ما ذکرہ ابن الشلبی ولیتأمل عند الفتوی فانہ شیئ لانص فیہ عن الائمۃ واللہ المرجو لکشف کل غمۃ ولنسم ھذا التحریر نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم "والحمد للہ ما علم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و

وہ ہے جو ابن شلبی کے فتاوٰی میں ہے" اھ۔

اقول یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ نیند میں انتشارِ آلہ کا غالب گمان ہوتا ہے اور انتشار میں مذی نکلنے کا گمان ہوتا ہے (اس گمان کی بنا پر اس کی نیند کو ناقض ہونا چاہئے، مگر یہ خیال درست نہیں) اس لئے کہ دوسرا مظنہ (خروجِ مذی کا گمان) قابلِ تسلیم نہیں کیوں کہ غالب و اکثر اس کا عدمِ وقوع ہے، اسی لئے حلیہ میں فرمایا "جب مرد کثیر المذی نہ ہو تو انتشارِ آلہ اُس تری کا مظنہ نہیں" اھ۔

اسی لئے نیند سے استنجا کے مسنون نہ ہونے کی تصریح کی گئی ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے، تو اظہر وہی ہے جو ابن الشلبی نے ذکر کیا۔ مگر وقتِ فتوٰی اس پر تأمل کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے بارے میں ائمہ سے کوئی نص نہیں ——اور خدا ہی سے ہر مشکل کے ازالہ کی امید ہے —— مناسب ہے کہ ہم اس تحریر کو نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم ——۱۳۲۵ھ (آسانی سے دستیاب لوگوں کی وہ گم شدہ چیز کہ وضو کس نیند سے لازم ہوتا ہے) سے موسوم کریں —— اور خدا ہی کا شکر ہے اس پر جو اس نے تعلیم فرمائی،

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نوم من بہ انفلات ریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

آلہٖ وصحبہٖ وسلم، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اور اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے آقا اور ان کی آل واصحاب پر ۔۔۔ واللہ سبحانہ وتعالٰے اعلم۔ (ت)